﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴)☆ ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَحْمُوْداً﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۷؍جولائی ۲۰۰۰ء شمارہ ۲۷

۵؍ربیع الثانی ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۷؍وفا ۱۳۷۹ ہجری شمسی

دل کی پاکیزگی کے حصول کے لئے دعا

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بَرِّدْ قَلْبِيْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ . اَللّٰهُمَّ نَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ

اے اللہ! میرے دل کو اولوں اور برف اور ٹھنڈے پانی سے دھو دے۔ اے اللہ! میرے دل کو خطاؤں سے ایسے پاک کر دے جس طرح تُو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک وصاف کر دیا ہے

(ترمذی کتاب الدعوات)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

انسان کو چاہئے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں دعا کا طالب رہے

خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی تحدیث کرنی چاہئے اس سے خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے

"یادرکھو انسان کو چاہئے کہ ہر وقت اور ہر حالت میں دعا کا طالب رہے۔ اور دوسرے اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ پر عمل کرے۔ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی تحدیث کرنی چاہئے اس سے خدا تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے ایک جوش پیدا ہوتا ہے۔ تحدیث کے یہی معنے نہیں ہیں کہ انسان صرف زبان سے ذکر کرتا رہے بلکہ جسم پر بھی اس کا اثر ہونا چاہئے۔ مثلاً ایک شخص کو اللہ نے توفیق دی ہے کہ عمدہ کپڑے پہن سکتا ہے لیکن وہ ہمیشہ میلے کچیلے کپڑے پہنتا ہے اس خیال سے کہ وہ واجب الرحم سمجھا جاوے یا اس کی آسودہ حالی کسی پر ظاہر نہ ہو ایسا شخص گناہ کرتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کو چھپانا چاہتا ہے اور نفاق سے کام لیتا ہے، دھوکہ دیتا ہے اور مغالطہ میں ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ مومن کی شان سے بعید ہے۔ آنحضرت ﷺ کا مذہب مشترک تھا۔ آپ کو جو ملتا تھا پہن لیتے تھے، اعراض نہ کرتے تھے۔ جو کپڑا پیش کیا جاوے اسے قبول کر لیتے تھے لیکن آپؐ کے بعد بعض لوگوں نے اس میں تواضع دیکھی کہ رہبانیت کی جز و ملا دی۔ بعض درویشوں کو دیکھا گیا کہ گوشت میں خاک ڈال کر کھاتے تھے۔ ایک درویش کے پاس کوئی شخص گیا اس نے کہا کہ اس کو کھانا کھلا دو۔ اس شخص نے اصرار کیا کہ میں تو آپ کے ساتھ کھاؤں گا۔ آخر جب وہ درویش کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھا تو اس کے لئے نیم کے گولے تیار کر کے آگے رکھے گئے۔ اس قسم کے امور بعض لوگ اختیار کرتے ہیں اور غرض یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کو اپنے باکمال ہونے کا یقین دلائیں مگر اسلام ایسی باتوں کو کمال میں داخل نہیں کرتا۔

اسلام کا کمال تو تقویٰ ہے جس سے ولایت ملتی ہے، جس سے فرشتے کلام کرتے ہیں، خدا تعالیٰ بشارتیں دیتا ہے۔ ہم اس قسم کی تعلیم نہیں دیتے کیونکہ اسلام کی تعلیم کے منشاء کے خلاف ہے۔ قرآن شریف تو كُلُوا مِنَ الطَّيِّبٰتِ (المومنون:۵۲) کی تعلیم دے اور یہ لوگ طیب عمدہ چیز میں خاک ڈال کر غیر طیب بنا دیں۔ اس قسم کے مذاہب اسلام کے بہت عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ یہ لوگ آنحضرت ﷺ پر اضافہ کرتے ہیں۔ ان کو اسلام سے اور قرآن کریم سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ خود اپنی شریعت الگ قائم کرتے ہیں۔ میں اس کو سخت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ اسوۂ حسنہ ہیں۔ ہماری بھلائی اور خوبی یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو آپؐ کے نقش قدم پر چلیں اور اس کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں"۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۲،۱)

"جہاں انسان واضح طور پر قرآن شریف یا سنّت رسول اللہ ﷺ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے کوئی بات نہ پاسکے تو اس کو اجتہاد سے کام لینا چاہئے۔ مثلاً شادیوں میں جو بھاجی دی جاتی ہے اگر اس کی غرض صرف یہی ہے کہ تا دوسروں پر اپنی شیخی اور بڑائی کا اظہار کیا جاوے تو یہ ریاکاری اور تکبر کے لئے ہوگی اس لئے حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص محض اسی نیت سے کہ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کا عملی اظہار کرے اور مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرۃ:۴) پر عمل کرنے کے لئے دوسرے لوگوں سے سلوک کرنے کے لئے دے تو یہ حرام نہیں۔ پس جب کوئی شخص اس نیت سے تقریب پیدا کرتا ہے اور اس میں معاوضہ ملحوظ نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا غرض ہوتی ہے تو پھر وہ ایک سو نہیں خواہ ایک لاکھ کو کھانا دے منع نہیں۔ اصل مدعا نیّت پر ہے۔ نیّت اگر خراب اور فاسد ہو تو ایک جائز اور حلال فعل کو بھی حرام بنا دیتی ہے"۔

حکم جلد ۷ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مختلف صحابہ کو انفرادی طور پر بعض دعائیں دینے کا ایمان افروز تذکرہ

انڈونیشیا کی سرزمین پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پہلا خطبہ جمعہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۳؍جون ۲۰۰۰ء)

لندن (۲۳؍جون): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ یوگ یکارتہ (انڈونیشیا) میں پڑھایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں انڈونیشیا کے دورہ پر ہیں۔ یہ خطبہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ وہاں سے براہ راست تمام دنیا میں نشر ہوا۔ خطبہ کا ساتھ ساتھ انڈونیشین میں ترجمہ مکرم عبدالباسط صاحب (مبلغ سلسلہ) نے کیا۔ حضور ایدہ اللہ چند جملے ادا کر کے توقف فرماتے اور عبدالباسط صاحب ان کا ترجمہ انڈونیشین میں کرتے تھے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الاعراف کی آیت ۵۶،۵۷ کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ کی دعاؤں سے متعلق گزشتہ خطبات میں جاری مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے بعض ادعیہ کا ذکر فرمایا۔ حضور اکرمؐ نے ایک دعا یہ سکھائی کہ اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم جانتے بوجھتے ہوئے تیرا کوئی شریک ٹھہرائیں۔ نیز ہم لاعلمی میں شرک کرنے سے بھی تیری پناہ مانگتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے آنحضرتؐ کی آخری علالت اور حالت نزع کی دعاؤں کا بھی ذکر فرمایا۔ آپؐ یہ دعا کرتے تھے اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر اور مجھے اعلیٰ ساتھی عطا فرما۔ آخری وقت میں آپ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى۔ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى کے الفاظ بار بار کہتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ ایک موقعہ پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت کے ستر ہزار لوگ جن کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے جنت میں داخل ہوں گے۔ اس پر ایک صحابی حضرت عکاشہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! دعا کریں اللہ مجھے بھی ان میں سے بنا دے۔ آپؐ نے ان کے لئے دعا کی۔ اس پر ایک اور انصاری نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے لئے بھی یہ دعا کریں تو آپؐ نے فرمایا کہ عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا۔ اسی طرح بعض مواقع پر بعض صحابہ نے جب آنحضورؐ سے خاص طور پر دعا کے لئے کہا تو حضور اکرمؐ نے انہیں دعا دی۔ روایت میں انصار کے لئے بھی حضور اکرمؐ کی خصوصی دعا کا ذکر ملتا ہے۔

اسی طرح جب کوئی قوم آپؐ کے پاس صدقات کا مال لے کر آتی تو آپؐ دعا کرتے کہ اے اللہ! فلاں کی آل پر بھی رحمت نازل فرما۔

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ نئی صدی کے اختتام سے قبل انڈونیشیا سب سے بڑا احمدی مسلم ملک ہوگا۔ اِنشَاء اللّٰہ

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے لمبے صبر اور حوصلہ اور دعاؤں کے بعد

آج وہ وقت آیا ہے کہ خلیفۃ المسیح آپ میں موجود ہے

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ انڈونیشیا کی مختصر جھلکیاں)

مکرم عبدالماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر) نے جنہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے دورہ انڈونیشیا میں قافلہ کے ایک ممبر ہونے کی سعادت حاصل ہے، حضور انور کے سفر کے ابتدائی چند دنوں کی مصروفیات کی جھلکیوں کے طور پر جو مختصر رپورٹ بھجوائی ہے وہ ذیل میں ہدیہ قارئین ہے:۔

مورخہ ۱۹ر جون ۲۰۰۰ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیتھرو ائرپورٹ سے KLM کی فلائٹ کے ذریعہ سوا تین بجے سہ پہر انڈونیشیا کے پہلے تاریخی سفر پر روانہ ہوئے۔ انڈونیشیا کی تاریخ میں کسی بھی خلیفہ وقت کا یہ پہلا دورہ ہے۔ ہالینڈ کے مقامی وقت کے مطابق سوا پانچ بجے کے قریب جہاز ایمسٹرڈیم پہنچا جہاں مکرم امیر صاحب ہالینڈ، مبلغین کرام، مکرم عبدالحمید صاحب، صدر مجلس خدام الاحمدیہ و صدر لجنہ نے دیگر ممبران کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور نے ائرپورٹ پر قریباً تین گھنٹے VIP لاؤنج میں قیام فرمایا۔ دوران قیام حضور انور نے ہالینڈ کے احباب سے گفتگو فرمائی اور خصوصیت سے انڈونیشیا کی تاریخ اور وہاں ابتدائی مبلغین کی آمد اور ان کی قربانیوں کا ذکر کیا۔ حضرت مولوی رحمت علی صاحب کے بارش والے واقعہ کا ذکر کیا اور شاہ محمد صاحب اور دیگر مبلغین کی قید اور معجزانہ رنگ میں ان کی رہائی کا ذکر کیا کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعہ انہیں رہائی کے دن اور وقت سے پہلے ہی آگاہ فرما دیا تھا۔

حضور نے فرمایا کہ انڈونیشیا کی زمین میں احمدیت کی تائید و صداقت میں معجزات رونما ہوئے ہیں۔ حضور محبت بھرے انداز میں انڈونیشیا کا ذکر فرماتے رہے اور ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ کسی بھی خلیفہ وقت کا یہ انڈونیشیا کا پہلا دورہ ہے۔ رات پونے نو بجے ایمسٹرڈم سے انڈونیشیا کے تاریخی سفر کے لئے روانگی ہوئی۔ تقریباً بارہ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد جہاز سنگاپور کے مقامی وقت کے مطابق ساڑھے تین بجے سنگاپور کے نیشنل ائرپورٹ Changi پر اترا۔ یہاں جہاز کا قیام ایک گھنٹہ سے زائد کا ہوتا ہے اس لئے مسافروں کو جہاز سے باہر آنے کی اجازت ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور انور بھی شرف دیدار حاصل کرنے کے لئے آنے والے اپنے خدام کو شرف ملاقات بخشنے کے لئے کچھ وقت کے لئے VIP لاؤنج میں تشریف لائے اور ائرپورٹ پر آنے والی فیملیز کو شرف ملاقات بخشا۔ انڈونیشیا کی جماعت کی نمائندگی میں مکرم عبدالقیوم صاحب اور مکرم عبدالکافی صاحب حضور انور کے استقبال کے لئے انڈونیشیا سے سنگاپور آئے ہوئے تھے۔ سنگاپور ائرپورٹ پر حضور انور نے چالیس منٹ کے قریب قیام فرمایا اس کے بعد انڈونیشیا کے لئے روانگی ہوئی۔ انڈونیشیا سے آنے والا وفد بھی اسی جہاز میں ساتھ انڈونیشیا گیا۔

سنگاپور سے ایک گھنٹہ پندرہ منٹ کی فلائٹ کے بعد جہاز انڈونیشیا کے انٹرنیشنل ائرپورٹ Sukarno-Hatta پر اترا اور وہ تاریخ ساز لمحہ آ پہنچا جب پہلی مرتبہ خلیفۃ المسیح کے قدم انڈونیشیا کی سرزمین پر پڑے۔ جہاز کے دروازے پر مکرم امیر صاحب انڈونیشیا، مبلغ انچارج، صدر خدام الاحمدیہ، صدر انصار اللہ، صدر لجنہ اور بعض مبلغین و دیگر سرکردہ احباب نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور کو ائرپورٹ کی VIP گاڑیوں میں VIP لاؤنج میں لے جایا گیا جہاں پروفیسر دوام نے حضور انور کو پھولوں کا ہار پہنایا اور خوش آمدید کہا۔ VIP لاؤنج میں دیگر سرکردہ احباب، مجلس عاملہ کے ممبران اور مبلغین موجود تھے ۔ حضور انور نے سبھی کو شرف مصافحہ بخشا۔ حضور نے پروفیسر دوام صاحب کا شکریہ ادا کیا اور کہا آپ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ (پروفیسر دوام قبل ازیں لندن آچکے ہیں اور انہوں نے لندن میں حضورانور سے وعدہ کیا تھا کہ اب ہم آپ کو اپنے ملک ضرور لے کر آئیں گے۔ ویزوں کے حصول اور راستہ کو ہموار کرنے کے لئے موصوف نے بیحد کوشش کی ہے ۔جزاہ اللہ)

ائرپورٹ سے باہر بڑی تعداد میں احباب جماعت مرد و زن موجود تھے۔ جب حضور انور باہر تشریف لائے تو سبھی نے والہانہ انداز میں ہاتھ ہلا ہلا کر اور نعروں کے ذریعہ حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ ہر ایک کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو رواں تھے۔ عورتیں بچے سبھی رو رہے تھے اور ہر طرف سے حضور، حضور کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ ائرپورٹ سے حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے اور وہاں پر استقبال کے لئے آئے ہوئے احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ ائرپورٹ سے رہائش گاہ تک پولیس کی گاڑی نے Escort کیا۔ نماز مغرب و عشاء حضور انور نے جکارتہ کی سنٹرل مسجد بیت الھدایۃ میں پڑھائیں اور اس موقع پر تمام نمازیوں کو شرف مصافحہ بخشا اور کچھ دیر کے لئے خواتین کی طرف بھی تشریف لے گئے۔

۲۱ر جون ۲۰۰۰ء: صبح نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ نے بیت الھدایۃ میں پڑھائی۔ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ صبح پونے دس بجے پارلیمنٹ ہاؤس کے لئے روانگی ہوئی جہاں چیئرمین نیشنل اسمبلی جناب امین الرئیس صاحب نے حضور انور سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات ۳۵ منٹ جاری رہی۔ دوران ملاقات مکرم امین الرئیس صاحب کے دو نائبین بھی موجود تھے۔ اس ملاقات میں حضور انور کے ساتھ مکرم امیر صاحب انڈونیشیا اور چند دیگر احباب کے علاوہ قافلہ کے ممبران بھی تھے۔

دوران ملاقات امین الرئیس صاحب نے ملک کو پیش آمدہ مختلف مسائل پیش کر کے حضور انور کی خدمت میں ان کے دور کرنے کے لئے رہنمائی کے لئے اور دعا کی درخواست کی۔ حضور انور نے انہیں بتایا کہ کس طرح وہ ان مشکلات سے نکل سکتے ہیں اور یہ کہ ہم باہمی تعاون کے ذریعہ آپ کے مسائل کے حل میں آپ کی مدد کریں گے۔ حضور نے فرمایا میں آپ کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ اس ملاقات کی خبر انڈونیشیا کے نیشنل اخبار میں تصویر کے ساتھ شائع ہوئی۔ اور نیشنل ٹی وی نے اپنی خبروں میں اس کو Cover کیا۔ انڈونیشیا کی تاریخ میں پہلی بار ٹی وی پر حضور انور کی تصویر دیکھی گئی اور آواز سنی گئی۔

ملاقات سے فارغ ہو کر حضور انور جماعت انڈونیشیا کے مرکز Kemang Parung تشریف لے گئے۔ جکارتہ سے اس کا فاصلہ پچاس کلومیٹر ہے۔ قریباً ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد مرکز پہنچے۔ تمام راستہ پولیس کی گاڑی نے Escort کیا اور اپنے سائرن کے ذریعہ راستہ کلیئر کیا۔ دوپہر کو مرکز میں آمد ہوئی۔ وہاں پر ہزاروں کی تعداد میں احباب جماعت موجود تھے جنہوں نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ ہر ایک کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیر رہے تھے۔ بعض عورتیں چیخیں مار کر رو رہی تھیں۔ ہاتھ ہلا کر سلام کہتیں اور چھوٹے بچوں کو اٹھا اٹھا کر آگے کرتیں کہ حضور ان کو پیار کریں۔ ان کو ہاتھ لگائیں۔ حضور گزرتے ہوئے بچوں کو پیار کرتے ۔ جس بچہ کو جہاں ہاتھ لگتا اس کی ماں اس حصہ کو چومنا شروع کر دیتی۔ وفور جذبات کا یہ منظر ناقابل بیان ہے۔ قلم اس کے بیان کی طاقت نہیں پاتا۔

نماز ظہر و عصر کے بعد حضور انور نے مجلس عاملہ کے ممبران کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ شام ساڑھے چار بجے مجلس عاملہ کے ممبران کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ جو پانچ بج کر چالیس منٹ تک جاری رہی۔ اس میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت انڈونیشیا کے لمبے صبر اور حوصلہ اور دعاؤں کے بعد آج وہ وقت آیا ہے کہ خلیفۃ المسیح آپ میں موجود ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ نئی صدی کے اختتام سے قبل انڈونیشیا سب سے بڑا احمدی مسلم ملک ہوگا۔ انشاء اللہ۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد مجلس عرفان ہوئی جو تین گھنٹے جاری رہی۔

۲۲ر جون ۲۰۰۰ء: مرکز پارنگ سے صبح نماز فجر کے بعد پانچ بجے جکارتہ کے لئے روانگی ہوئی۔ چھ بجے حضور انور اپنی رہائش گاہ پر پہنچے۔ یہاں سے پونے بارہ بجے ائرپورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ حسب سابق پولیس نے Escort کیا۔ ایک بجکر پندرہ منٹ پر جہاز جکارتہ سے یوگ یکارتہ (Yog Yakarta) کے لئے روانہ ہوا۔ اور ۵۰ منٹ کی پرواز کے بعد یوگ یکارتہ پہنچا۔ ائرپورٹ پر مقامی صدر، مبلغین اور احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد نے حضور انور کا استقبال کیا۔ ائرپورٹ سے حضور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لائے۔ نماز ظہر و عصر مسجد فضل عمر میں ادا کی گئیں۔ نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے احباب جماعت کو شرف مصافحہ بخشا اور خواتین کو شرف زیارت عطا ہوا۔ اس کے بعد مسجد سے حضور انور دس منٹ کی ڈرائیو پر ایک ہال میں تشریف لے گئے جہاں ایک ڈنر کا اہتمام تھا۔ اس میں علاقہ کے معززین شامل ہوئے۔ جن میں پروفیسرز، ڈاکٹرز اور دیگر سرکردہ احباب تھے۔ رات نو بجے واپسی ہوئی۔

۲۳ر جون ۲۰۰۰ء: جمعہ کی ادائیگی کے لئے حضور انور ایدہ اللہ ۱۲ بجے ایک ہال میں تشریف لے گئے جہاں جمعہ کے لئے اہتمام کیا گیا تھا۔ تین ہزار سے زائد مرد و زن نے جمعہ میں شرکت کی۔ حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ یہاں سے MTA کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ ساری دنیا میں براہ راست (Live) نشر ہوا۔ مکرم عبدالباسط صاحب کو ساتھ ساتھ حضور کے خطبہ کا انڈونیشین میں ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اجتماعی بیعت: نماز جمعہ و عصر کی ادائیگی کے بعد بیعت کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں

بقیہ صفحہ نمبر ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

رَحْمَةٌ لِلعَالَمِین صلی اللہ علیہ وسلم

رقم فرمودہ: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تیسری قسط)

گزشتہ انبیاء کے لئے رحمت

جب میں نے محسوس کر لیا کہ انسان فطرۃً نیک ہے اور اس میں اعلیٰ ترقیات کے جوہر مخفی ہیں اور خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں غیر محدود ہیں تو میں نے کہا کہ آؤ دیکھیں انسان نے کیسے کیسے باکمال وجود پیدا کئے ہیں اور نسلِ انسانی کے اعلیٰ نمونوں کا مطالعہ کریں اور دیکھیں انہوں نے کن کن کمالات کو حاصل کیا ہے اور کن بلندیوں تک پرواز کی ہے۔ اور میں عالم خیال میں ہندوؤں کی طرف مخاطب ہوا اور ان سے پوچھا کہ آپ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ سب سے قدیم قوم ہیں۔ اور آپ کا مذہب سب سے پرانا ہے۔ کیا آپ کے مذہب میں کوئی باکمال لوگ بھی پیدا ہوئے ہیں؟ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ ہندو قوم میں بڑے بڑے باکمال لوگ گزرے ہیں۔ میرے سامنے انہوں نے ویدوں کے رشیوں کی تعریف کی۔ منوجی کی خبر دی، بیاس جی سے آشنا کیا، کرشن جی کے حالات سنائے، رام چندر جی کے واقعات سے آگاہ کیا اور میرا دل ان کی باتوں کو سن کر اور ان کی دنیا کو نیک بنانے کی جدوجہد کو معلوم کرکے بہت ہی لطف میں آیا۔ تب میں نے ان سے سوال کیا آپ کے ہمسایہ میں بدھ مت والے بستے ہیں کچھ ان کے بانی کی نسبت بھی مجھے خبر دیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ تو ایک دھوکہ خوردہ انسان تھے۔ کچھ ایسے خدا رسیدہ آدمی نہ تھے۔ میں نے کہا کسی اور قوم کے بزرگ کا حال بتائیں لیکن انہوں نے یہی کہا کہ ہمارا مذہب سب سے قدیم ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے سب ہدایت ہمارے بزرگوں کی معرفت دنیا کو دے دی ہے۔ اس کے بعد اسے کسی اور الہام کے بھیجنے اور معرفت کا راستہ بتانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟

تب میں بدھ مت والوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان سے اس مذہب کے بانی کے حالات پوچھے۔ انہوں نے بدھ جی کے جو حالات سنائے وہ ایسے دلکش اور مؤثر تھے کہ میرا دل بھر آیا۔ اور ان کی محبت میرے دل میں گڑ گئی۔ اور میں نے کہا کہ آپ کے مذہب کے بانی واقعہ میں بڑے آدمی تھے۔ انہوں نے خود دکھ برداشت کئے اور دوسروں کو سکھ دئے۔ خود تکالیف برداشت کیں اور دوسروں کو آرام پہنچایا۔ اپنی زندگی کی ہر گھڑی کہ بنی نوع انسان کی خیر خواہی میں صرف کیا۔ ان کے حالات بالکل کرشن جی اور رام چندر جی کی طرح ہیں اور وہ بھی انہی کی طرح آسمان روحانیت کے چمکتے ہوئے ستارے ہیں۔ پھر نہ معلوم ہندو لوگ ان کو کیوں اچھا نہیں سمجھتے اور ان کے حسن کی قدر نہیں کرتے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کو غلطی لگی ہے ہمارے گوتما بدھ اور رامچندر جی اور کرشن میں کوئی مناسبت نہیں۔ آپ جو کچھ کرشن جی اور رام چندر جی کی نسبت سنتے ہیں وہ تو قصے اور کہانیاں ہیں۔ ہندوؤں کے بزرگ ہمارے مذہب کے بانی کی حقیقت تک کہاں پہنچ سکتے تھے؟ میں نے ہر چند اصرار کیا کہ دونوں قوموں کے بزرگوں کے حالات آپس میں مشابہ ہیں اور ان کے مخالفوں کے بھی لیکن بدھ مت کے لوگ نہ مانے اور نہ مانے۔

اور میں زردشتیوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے پوچھا کہ کیا ان میں بھی کوئی بزرگ گزرا ہے؟ زردشتیوں نے اپنے بزرگ زردشت کے احوال سنائے جن کو سن کر میرے دل کی کلی کھل گئی اور میرا سینہ خوشی سے بھر گیا۔ کیونکہ اس مرد نیک سیرت کی زندگی ایک اعلیٰ درجہ کا سبق تھی۔ بدی کے خلاف اس کی جدوجہد، نیکی کے قیام کے لئے اس کی مساعی، بندوں کو خدا کی طرف پھیر لانے کے لئے اس کی تگ ودو کچھ ایسی شاندار تھی کہ منجمد خون میں بھی حرارت پیدا ہوتی تھی۔ ساکن دل بھی حرکت کرنے لگتا تھا۔ میں نے ان کے احوال معلوم کئے اور بہت ہی فائدہ حاصل کیا۔ میں نے کہا وہ بالکل کرشن، رامچندر اور بدھ کا نمونہ تھے اور واقع میں اس قابل کہ ان کے نمونہ سے فائدہ اٹھایا جائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب ان کے ماننے والوں نے اس بات کو بہت ہی برا مانا اور اس قول میں اپنے بزرگ سردار کی ہتک محسوس کی اور کہا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ ہندوؤں کا تعلق تو بدارواح سے ہے۔ آپ نے نہیں سنا کہ ان کا تعلق دیویوں سے ہے اور اندر سے ہے۔ اور اگر آپ ہماری کتب پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ بدارواح کے نام ہیں۔ پھر آپ نے کس طرح ان لوگوں کے بزرگوں کو ہمارے آقا سے مشابہت دی۔ میری حیرت جو دوسری اقوام کے رویہ سے پہلے ہی ترقی پر تھی اور بھی بڑھ گئی اور میں تعجب و حیرت سے دوسری قوموں کی طرف متوجہ ہوا۔

میں نے یہود کو مخاطب کیا اور ان سے ان کے بزرگوں کے حالات دریافت کئے۔ انہوں نے ایک لمبا سلسلہ بزرگوں کا پیش کیا۔ انہوں نے دنیا کی ابتدا آدم سے بیان کی اور نوحؑ کے طوفان اور اس کی فتوحات کا ذکر کیا۔ پھر ابراہیمؑ اور اس کی کامیابیوں اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ اور داؤدؑ اور یسعیاہؑ اور عزراؑ اور ان کے علاوہ بیسیوں اور بزرگوں کے کارناموں کا ذکر کیا۔ انہوں نے خصوصیت سے موسیٰؑ کا ذکر کیا کہ وہ بہت بڑے نبی تھے اور ان کے ذریعہ سے دنیا میں شریعت تکمیل کو پہنچی۔ اور انہوں نے کہا کہ ان کی شریعت کے احکام ایسے کامل ہیں کہ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں کوئی شخص ان کا ایک شعشہ بھی مٹا نہیں سکتا۔ میں نے دیکھا اس سلسلہ میں ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور داؤدؑ خاص شان کے انسان تھے۔ ابراہیمؑ کے حالات تو ایسے تھے کہ دل محبت اور پیار کے جذبات سے لبریز ہو جاتا تھا اور موسیٰؑ کی قومی تربیت کی جدوجہد اور اللہ تعالیٰ کی طرف ایک بچہ کی سی سادگی کے ساتھ رجوع ایسا دلکش نظارہ تھا کہ وہاں سے ہلنے کو دل نہ چاہتا تھا۔ مگر داؤدؑ کا عشق بھی کچھ کم ولولہ انگیز نہ تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ داؤدؑ کے ہر ذرہ میں محبت کی بجلی سرایت کر گئی تھی اور ان کی آواز کی ہر لہر میں موسیقی کی روح ناچتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ ان کے دردانگیز نوحے نہ صرف اللہ تعالیٰ کی محبت کی گہرائیوں کا پتہ دیتے تھے بلکہ ان کے عشقیہ گیتوں میں ایک معشوق کی محبت کا بھی اظہار تھا جو ابھی دنیا میں پیدا نہ ہوا تھا۔ مگر اہل بصیرت لوگوں کو اس کی انتظار تھی اور وہ اپنی روحانی آنکھوں سے ہی دیکھ کر اس کے عاشق ہو رہے تھے۔ مجھے موسیٰؑ کی باتوں میں بھی یہ جھلک نظر آئی۔ مگر وہاں ایک فلسفی بولتا ہوا مجھے دکھائی دیا۔ اور داؤدؑ کے نغموں میں عشق کا ترنم اور محبت کا سوز پایا جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ داؤدؑ نے ایک ہی وقت میں سورج چاند کو دیکھا۔ کبھی ایک کے جلال کو دیکھتے اور کبھی دوسرے کے جلال کو۔ وہ ایک کی قوت عاکسہ پر عش عش کرتے تو دوسرے کی قوت منعکسہ پر۔

میری روح یہود کے بزرگوں کے حالات معلوم کرکے بیحد مسرور ہوئی اور اس نے خیال کیا کہ یہاں سے مجھے میری بے چینی کا علاج ملے گا اور اس نے ان سے دریافت کیا کہ آپ لوگوں کا خیال ہندوؤں اور بدھوں اور زردشتیوں کے بزرگوں کے متعلق کیا ہے؟ میری حیرت کی حد نہ رہی جب انہوں نے مجھے جواب دیا کہ آپ ان لوگوں کے دھوکے میں نہ آئیں۔ وہ سب گمراہ لوگ تھے۔ الہام تو صرف عبرانی میں ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی زبان بھی عبرانی ہے۔ اور جنت کی زبان بھی عبرانی ہے اور فرشتے بھی عبرانی زبان بولتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا دعویٰ تو سنسکرت اور پراکرت اور پہلوی زبانوں میں الہام کا ہے۔ ان کے دعوے تو بالبداہت غلط ہیں۔ بعض لوگوں نے احتجاج کیا کہ شیطان کی زبان بھی تو آپ کے نزدیک عبرانی تھی۔ پھر جب شیطان سنسکرت پراکرت اور پہلوی جاننے والوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے تو فرشتے نیک باتیں کیوں نہیں ڈال سکتے تھے؟ اور جب کہ وہ لوگ بھی خدا تعالیٰ کی مخلوق تھے تو ان کے لئے خدا تعالیٰ نے کیا کیا؟ مگر انہوں نے ان باتوں کی طرف توجہ نہ کی اور کہا کہ سب مخلوق ایک سی نہیں ہوتی۔ ہم خدا کی چنیدہ قوم ہیں۔ ہم اور دوسرے برابر نہیں ہو سکتے۔ میرا دل پھر اندر ہی اندر بیٹھنے لگا۔ مجھے پھر نور غائب ہوتا ہوا اور تاریکی پھیلتی ہوئی نظر آئی اور میں افسردہ دلی سے مسیحیوں کی طرف مخاطب ہوا۔ میں نے عالم خیال میں ان سے بھی مسیح کے متعلق سوال کیا اور انہوں نے جو حالات ان کے سنائے وہ ایسے دردناک تھے کہ میری آنکھوں میں بار بار آنسو آ جاتے تھے۔ میں نے کہا بیشک یہ بزرگ بھی بالکل دوسری اقوام کے بزرگوں کی طرح بہت بڑے پایہ کے تھے۔ مگر میری اس بات سے خوش ہونے کی بجائے وہ لوگ ناراض ہوئے اور کہا کہ آپ دوسرے بزرگوں کا ذکر نہ کریں۔ یہود سے باہر تو کوئی بزرگ ہوا ہی نہیں۔ اور یہود کے بزرگ بھی گو خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے مگر سب کے سب گنہگار تھے۔ آدمؑ سے لے کر ملاکیؑ تک بلکہ یحییٰؑ تک ایک بھی پاک نفس نہیں گزرا۔ پاکیزگی صرف خدا تعالیٰ کے بیٹے کو حاصل ہے جو مسیح کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ میں نے کہا اور باقی قومیں؟ انہوں نے کہا وہ مسیح پر ایمان لا کر بچ سکتی ہیں۔ میں نے کہا مسیح کے بعد کے لوگ تو اس طرح بچ سکتے ہیں۔ پہلے لوگ کرشن، رامچندر، بدھ اور زردشت جیسے لوگ؟ وہ نیکیوں کے مجسمے، وہ تقویٰ کی جیتی جاگتی تصویریں، ان کا کیا حال ہے؟ انہوں نے افسوس سے سر ہلایا اور کہا کوئی ہو نجات وہی پائے گا جو مسیح کی بیگناہ موت پر ایمان لاتا ہے۔ چونکہ مسیحؑ کی قوم آخری قوم تھی۔ میرا دل مایوسی سے بھر گیا اور میں نے کہا خدایا یہ کیا بات ہے۔ تو نے حسن ہر جگہ پیدا کیا ہے لیکن ہر جگہ کی قوم دوسری جگہ کے حسن کو نہیں دیکھ سکتی۔ کیا یہ حسن ہی نہیں جسے میں حسن سمجھ رہا ہوں یا لوگوں کی نظروں کو کچھ ہو گیا؟

میں اسی خیال میں تھا کہ پھر مجھے وہی پیاری آواز، وہ مشکل کشا آواز، وہ سیدھا راستہ دکھانے والی آواز بلند ہوتی سنائی دی۔ اس نے کہا سنو اے دنیا کے بھولے ہوئے لوگو! دنیا کی کوئی قوم نہیں جس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی نہ آئے ہوں۔ خدا تعالیٰ رب العالمین ہے، کسی خاص قوم کا رب نہیں۔ وہ ظالم نہیں اور ہوشیار کرنے کے بغیر سزا نہیں دیتا۔ پھر کس طرح ہو سکتا تھا کہ اس کے عذاب تو ہر ملک میں آتے لیکن نبی ہر ملک میں نہ آتے۔ خدا تعالیٰ کی کوئی زبان نہیں۔ وہ زبانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کا الہام بندوں کی زبان میں نازل ہوتا ہے۔ جس قوم کو وہ مخاطب کرتا ہے اسی کی زبان میں وہ کلام کرتا ہے کہ لوگ اس کی نازل کردہ ہدایتوں کو سمجھیں۔ خدا کے سب نبی برگزیدہ اور پاک تھے۔ ان میں تمہارے لئے نمونہ ہے۔ جو ان میں سے ایک کا بھی انکار کرتا ہے خدتعالیٰ کی درگاہ سے راندہ جاتا ہے اور جو ان کے نقش قدم پر چلتا ہے برکت پاتا ہے اور ہدایت حاصل کرتا ہے۔ میری روح اس آواز کو سن کر خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گر گئی۔ اور میں نے کہا اے پیارے مالک! اگر یہ آواز تیری طرف سے بلند نہ ہوتی تو میں تو تباہ ہو جاتا۔ مجھے تو نے حسن کو پہچاننے کا مادہ دیا ہے۔ اندھا حسن سے بیخبر رہ کر دنیا کی اس کیفیت سے متاثر ہوئے بغیر رہ سکتا تھا جو میں نے دیکھی۔ لیکن میں جسے تو نے آنکھ دی تھی اگر اس آواز کو نہ سنتا دیوانہ ہو جاتا۔ پاگلوں کی طرح کپڑے پھاڑ کر جنگلوں میں نکل جاتا۔ مجھے

تو کرشنؑ، رامچندرؑ، بدھؑ، زردشتؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ میرے لئے یہ عقدہ لا ینحل تھا کہ حسن موجود ہے لیکن لوگ اسے نہیں دیکھتے۔ مگر تیرا شکر اور احسان ہے کہ تو نے اس آواز کو بلند کیا۔ میرا دل اس وقت اس آواز والے کی محبت سے بھی اس قدر لبریز ہوا کہ میں نے سمجھا میرے صبر کا پیالہ ابھی چھلک جائے گا۔ میرے سینے سے پھر ایک آہ نکلی۔ اور میں نے کہا کہ یہ آواز تو سب دنیا کے بزرگوں کے لئے ایک رحمت ثابت ہوئی۔ اور میں نے بیتاب ہو کر اس آواز کے مالک کے دامن کو پکڑنا چاہا۔ لیکن میرے اور اس کے درمیان تیرہ صدیوں کا پردہ حائل تھا۔ ایک قابو میں نہ آنے والا ماضی۔ ایک بے بس کر دینے والا گزشتہ زمانہ۔ آہ! اے عزیزو! میں تم کو کیا بتاؤں۔ اس وقت میرا کیا حال تھا۔ ایک پیاس سے مرنے والے آدمی کے منہ سے پانی کا گلاس لگا کر جس طرح کوئی روک لے وہ اس کی خنکی کو تو محسوس کرے لیکن اس کی تراوت اس کے حلق کو نہ پہنچے۔ بالکل میرا یہی حال تھا۔ مجھے یوں معلوم ہوتا تھا اس آواز کا صاحب بالکل میرے پاس ہے اور باوجود اس کے اس کے اور میرے درمیان تیرہ صدیوں کا لمبا بعد تھا۔ میں اس کے دامن کو چھوتا تھا مگر پھر بھی پکڑ نہیں سکتا تھا۔ اس وقت میرا دل چاہتا تھا کہ اگر مجھے داؤدؑ نبی مل جائیں، تو میں انہیں پکڑ کے گلے لگا لوں اور پھر خوب روؤں۔ وہ مستقبل کے گلے کریں اور میں ماضی کے شکوے۔ کیونکہ انہیں اس امر کا شکوہ تھا کہ وہ اس محبوبؐ سے تیرہ سو سال پہلے کیوں پیدا ہو گئے؟ اور مجھے اس کا افسوس ہے کہ میں تیرہ سو سال بعد میں کیوں پیدا ہوا؟

پہلی کتب کے لئے رحمت

میں نے بزرگان دین کی طرف توجہ کرنے کے بعد پہلی کتب کی طرف نگاہ کی اور میں نے خیال کیا کہ بزرگ فوت ہو چکے۔ ان کے کارنامے لوگوں کے سامنے نہیں۔ اور شاید انسان انسان سے حسد بھی کرتا ہے۔ ممکن ہے حسد اور بغض کی وجہ سے لوگوں نے ان بزرگوں کی قدر نہ کی ہو اور چھوٹے لوگ بڑے لوگوں کی باتوں میں آ گئے ہوں۔ اس لئے آؤ ہم ان کتب پر نظر ڈالیں جو آسمانی کہلاتی ہیں اور ان کی قدر و قیمت کا اندازہ لگائیں۔ میں نے ویدوں پر نگاہ کی اور ان میں بعض ایسے شاندار خیالات دیکھے، ایسے پاکیزہ جواہر پارے دریافت کئے کہ میرے دل نے تسلیم کر لیا کہ ان کو پیش کرنے والے رشی منی خدا تعالیٰ سے ہی سیکھ کر یہ باتیں پیش کرتے تھے۔ اس کے کئی حصے میری سمجھ میں نہیں آئے۔ لیکن میں نے سمجھا اتنے لمبے عرصہ میں انسانی دست برد بھی کتابوں کو کچھ کا کچھ بنا دیتی ہے۔ بہرحال ان میں مندرج خیالات کی عام رَو نہایت پاکیزہ تھی۔

پھر میں نے گوتم بدھ کی پیش کردہ تعلیم کو دیکھا تو اصولی طور پر اس کو بہت سے حسن سے پُر پایا۔ اگر ویدوں میں محبت الٰہی کے جلوے نظر آ رہے تھے تو بدھ کی تعلیم میں خدا تعالیٰ پر اتکال اور اخلاق فاضلہ کے خوبصورت اصول نظر آئے۔ بیشک ان کی تعلیم میں بھی بہت سی باتیں میری عقل کے خلاف تھیں مگر اصولی طور پر اس امر کو سمجھ سکتا تھا کہ وہ تعلیم آسمانی منبع سے ہی نکلی ہے اور انسانی عقل اس کا سرچشمہ نہیں۔ گو یہ حق ہے کہ انسان نے بعد میں کتر بیونت سے اس کے حسن کو کم کرنے کی کوشش ضرور کی ہے۔

اسکے بعد میں زردشت کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اس میں میں نے نہ صرف اخلاق کی اعلیٰ تعلیم پائی بلکہ تدبیر کا پہلو نہایت روشن طور پر کام کرتا ہوا نظر آیا۔ بدھ میں صوفیت کی روح کام کر رہی تھی لیکن زردشت میں ایک معلم کی جو ایک بچہ کی کمزوریاں دیکھ کر اس کو تفصیلی ہدایات دیتا ہے جن سے اس کے لئے اپنا کام عمدگی سے پورا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ میں نے اس میں دوسری تعلیمات کے مقابلہ میں مبدء کی نسبت معاد پر زیادہ زور پایا۔ اور اس میں یہ روح کام کرتی ہوئی دیکھی کہ زیادہ اس خیال میں نہ پڑو کہ تم کس طرح پیدا ہوئے۔ تم کدھر جا رہے ہو اور مستقبل میں تم سے کیا پیش آنے والا ہے اس کا زیادہ خیال کرو۔ میں نے دیکھا کہ وہ تعلیم جنت اور دوزخ اور عالم برزخ اور حساب اور توبہ اور گناہ کی فلاسفی وغیرہ کے خیالات سے لبریز تھی اور گو اس میں بھی انسانی دست اندازی کے اثر ہویدا تھے لیکن یہ امر بھی بالبداہت ثابت ہوتا تھا کہ اس کا نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا اور زردشت ایک عمدہ گویّے نہ تھے جو فطرت کے رازوں کو ظاہر کر رہے ہوں بلکہ خود ایک نَے تھے جس میں دوسرا شخص اپنی آواز ڈالتا ہے اور جس سُر کے اظہار کے لئے چاہتا ہے، اسے کام میں لاتا ہے۔

پھر میں نے تورات اور اس کے ساتھ کی کتب پر نگاہ کی اور انہیں خدا تعالیٰ کے جلال کے اظہار اور شرک کی تردید اور توحید کے اثبات کے خیالات سے پُر پایا۔ میں نے دیکھا کہ ان کتب میں اللہ تعالیٰ کی بندوں پر حکومت اور ان کی مشکلات میں ان کی رہنمائی پر خاص زور تھا اور اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا تھا گویا خدا تعالیٰ کوئی الگ بیٹھی ہوئی ہستی نہیں بلکہ وہ ایسا بادشاہ ہے جو روز مرہ اپنے بندوں کے کام کا جائزہ لیتا ہے۔ اور شریر کو سزا دیتا اور نیک کو انعام دیتا ہے۔ اور ان کی غلطیوں پر تنبیہ کرنے کے لئے تازہ بتازہ احکام بھیجتا رہتا ہے۔ میں نے اس مجموعہ میں یہ نیا امر دیکھا کہ جہاں گزشتہ کتب تعلیم پر زیادہ زور دیتی تھیں اور معلم کو نظر انداز کر دیتی تھیں وہاں اس مجموعہ میں معلموں کی شخصیتیں نہایت نمایاں نظر آتی تھیں اور تعلیم سے کم معلم کی شخصیت پر زور نہ تھا۔ اور اسی اصل کے ماتحت اس کتاب میں ایک یا دو معلموں کے ذکر پر بس نہیں کی گئی تھی بلکہ معلموں کی ایک لمبی صف تھی جو ہر وقت تعلیم کے صحیح مفہوم کو سمجھانے کے لئے استادہ نظر آتی تھی۔ اس شریعت میں بھی زردشتی کتاب کی طرح تفصیلاتِ تعلیم پر خاص زور تھا۔ اور گو اس میں بھی انسانی ہاتھ کی دخل اندازی صاف ظاہر تھی لیکن میں نے دیکھا کہ آسمانی نور کی روشنی اس قدر درخشاں تھی کہ کوئی نابینا ہی اس کو دیکھنے سے قاصر رہے تو رہے۔

پھر میں نے انجیل کی طرف نگاہ کی اور اسے گو میں ایک کتاب تو نہیں کہہ سکتا کیونکہ مسیح کے اقوال اور تعلیمیں اس میں بہت ہی کم نقل تھیں۔ زیادہ تر اس کے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی تھی لیکن پھر بھی اس میں روحانیت کی جھلک تھی اور جو تھوڑی سی تعلیم مسیحؑ کی طرف منسوب کر کے اس میں لکھی گئی تھی وہ نہایت اعلیٰ اور دلکش تھی۔ اس کتاب میں سزا اور جزا کی جگہ محبت اور رحم پر زیادہ زور تھا۔ اور انسان کی ذاتی تکمیل کی جگہ آسمانی امداد پر انحصار رکھا گیا تھا۔ بدھ کی طرح توکل کا مظاہرہ تو نہ تھا لیکن مشکلات کے وقت خدا تعالیٰ کی امداد پر ضرور زور دیا گیا تھا۔ اس کتاب سے خود ہی ظاہر تھا کہ مسیحؑ گو ایک ملہم من اللہ تھے لیکن شریعت جدیدہ کے حامل نہ تھے اور گو ان کے الہامات اس میں مذکور نہ تھے لیکن جو کچھ حصہ الہامات کا اس میں مذکور تھا وہ لطیف اور اللہ تعالیٰ کی شان کا ظاہر کرنے والا تھا اور ایک ادنیٰ نظر سے اس کے الہامی ہونے کا علم حاصل کیا جا سکتا تھا۔ میں نے ایک خوشی کا سانس لیا اور کہا جس طرح خدا تعالیٰ کا مجازی نور اس کے مادی عالم کی ہر شے سے ظاہر ہے اسی طرح اس کا حقیقی نور اس کے روحانی عالم کی ہر شے سے ظاہر ہے۔ میں نے کہا گو نبی فوت ہو چکے ہیں مگر یہ کتب اپنے حسنِ دلکش کی وجہ سے ضرور لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتی ہونگی۔ اور یہ باغِ روحانی کے مختلف پودے ضرور یکجا جمع ہو کر دنیا کی روحانی کوفت کو دور کرتے اور اس کی اخلاقی افسردگی کو مٹاتے ہونگے۔ مگر میری حیرت کی حد نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ باوجود آنکھوں کے سامنے ان روحانی جواہرات کی موجودگی کے ہر ایک یہی شور مچا رہا ہے کہ میرے پاس تو قیمتی ہیرے ہیں اور دوسروں کے پاس صرف بے قیمت پتھر۔ میں نے کہا خدایا! ان عقل کے اندھوں کو کیا ہو گیا کہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے۔ کیا دنیا سے انصاف مٹ گیا ہے؟ کیا انسان اپنی روحانیت کی نمائش گزشتہ ایام میں کر چکا ہے اور اب بالکل کھوکھلا ہو گیا ہے؟ کیا یہ دنیا جو کسی وقت خدا کا تخت گاہ کہلاتی تھی اب محض شیطان کی چوگان بازی کے لئے رہ گئی ہے!۔

میں اسی فکر میں تھا کہ پھر وہی دلوں کو پاک اور دماغوں کو منور کر دینے والی آواز بلند ہوئی اور اس نے کہا کہ ہمارا یہ مسلک نہیں کہ دوسروں کی قبروں پر اپنا محل بنائیں۔ جو حسن کو نہیں دیکھتا وہ اندھا ہے۔ بیشک گزشتہ کتب میں انسانی دستبرد نے تغیر کر دیا ہے لیکن پھر بھی ان کا منبع الٰہی علم ہے اور ہماری آواز ان کی مصدق ہے اور ان کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کی شہادت دیتی ہے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے علاوہ اور مقاصد کے اس مقصد کے لئے بھی معبوث فرمایا ہے کہ ہم تمام خدا تعالیٰ کی کتب کی تصدیق کریں۔ اور ان کی سچائی کو ثابت کریں تا اللہ تعالیٰ پر ظلم کا الزام نہ لگے اور تا حسن کو دیکھ کر اس کا انکار کرنے والے روحانی نابینائی کے مرض میں مبتلا نہ کئے جاویں۔ نادان انسان ان کتب کی صداقت کا کس طرح انکار کر سکتا ہے جو غیب پر مشتمل ہیں۔ اور جن کی صداقت پر آئندہ زمانہ کی پیشگوئیاں کر کے اور خصوصاً ہمارے زمانہ کی خبر دے کر خدا تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔ کوئی انسان نہیں جس کو غیب کا علم ہو اور یہ کتب تو غیب کے خزانوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اور یہ بھی تو دیکھو کہ باوجود اس کے کہ ان میں انسانی ملاوٹ ہے وہ توحید کی تعلیم کو خاص طور پر پیش کرتی ہیں۔ حالانکہ شیطانی کلام خدا تعالیٰ کی بادشاہت کو قائم نہیں کیا کرتا۔ اس آواز کو سن کر میرے دل کی گرہیں کھل گئیں۔ میری پریشانی دور ہو گئی اور میرے دل سے ایک آہ نکلی اور میں نے کہا یہ آواز گزشتہ کتب کے لئے بھی رحمت ثابت ہوئی۔ **(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)**

بقیہ رپورٹ: دورہ انڈونیشیا از صفحہ نمبر ۲

۹۰۰ سے زائد احباب نے بیعت کی سعادت حاصل کی اور احمدیت قبول کی۔ حضور انور کے دست مبارک پر ایک صوبائی ممبر پارلیمنٹ نے ہاتھ رکھا۔ یہ ممبر پارلیمنٹ اپنے ساتھ ۲۲۰ آدمی لائے تھے ان سبھی نے بیعت کی۔ بیعت کے دوران ممبر پارلیمنٹ وفور جذبات سے روتے رہے۔ بعد میں حضور انور نے ان کو محبت سے گلے لگایا اور خاص طور پر دعائیں دیں۔ انڈونیشیا میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے دست مبارک پر براہ راست بیعت کا یہ پہلا تاریخی موقعہ تھا۔ احباب جماعت اس سفر کی غیر معمولی کامیابی اور نہایت مبارک ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

فرینکفرٹ کے نزدیک فرید برگ میں سیکنڈ ہینڈ کاروں کی خرید و فروخت کا مرکز

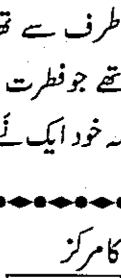

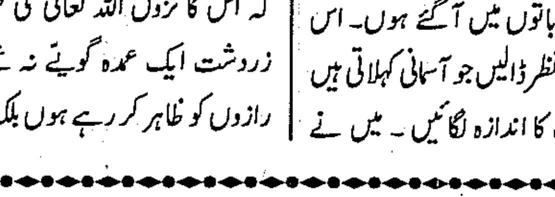

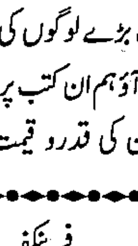

آپ کار خریدنا یا اپنی کار فروخت کرنا چاہتے ہیں تو
ہمارے ہاں تشریف لائیں یا بذریعہ فون یا فیکس رابطہ کریں
نقد ادائیگی کے ساتھ TÜV کے بغیر کاریں بھی خریدی جاتی ہیں
Malik Asif Mahmood
Saar Str. 25, Friedberg
Tel. Office: 0171-6214360, (Mobile)
Tel. Prv. 06031-7685 Fax : 06031-680352

خطبہ جمعہ

زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں نہ مانگی ہوں اور دعائیں نہ سکھائی ہوں

جتنی آپؐ نے امت کے ہمّ و غم میں دعائیں مانگی ہیں اسی کیفیت کے ساتھ کثرت سے آپؐ پر درُود بھیجنا چاہئے۔ تاکہ قیامت تک آنحضرتؐ پر درود کا ثمرہ جماعت کو ملتا رہے

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مختلف دعاؤں کا دلنشیں تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۶ر مئی ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۶ر ہجرت ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔
الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔
﴿هُوَ الْحَیُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾.

(سورة المومن آیت ٦٦)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اُسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اُسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

یہ دعاؤں کا سلسلہ ابھی بھی جاری ہے یعنی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دن رات جو اپنے لئے اور امت کے لئے قیامت تک کے لئے دعائیں مانگی ہیں وہ آپؐ کی دعاؤں کا سلسلہ آئندہ بھی غالباً دو یا تین جمعے تک جاری رہے گا۔ اتنی دعائیں ہیں کہ ناممکن ہے کہ ایک انسان ان کو پوری طرح یاد رکھ سکے اور زندگی کے ہر پہلو کو گھیرے ہوئے ہیں۔ سونا، جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا کوئی بھی تو پہلو ایسا نہیں جس پہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دعائیں نہ مانگی ہوں اور دعائیں نہ سکھائی ہوں۔ پس دل میں بس یہی آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر قیامت تک درود بھیجتے رہیں۔ یعنی آپ تو قیامت تک نہیں رہیں گے مگر آپ کے درود قیامت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے جاری رہیں اور جتنی آپؐ نے امت کے ہمّ و غم میں دعائیں مانگی ہیں اسی ہمّ و غم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنا چاہئے اور اسی کثرت سے بھیجنا چاہئے۔ اگر ساری زندگی بھی درود میں گزر جائے تو یہ بھی کوئی ایسی جزا نہیں ہو گی جو آنحضرت ﷺ کے حسن و احسان کے بدلہ میں دی گئی ہو بلکہ حسن و احسان کا بدلہ اتارنے کے لئے کوشش ہو گی، ایک کمزور کوشش جسے اللہ قبول فرمائے اور ہماری بگڑیاں بھی سنور جائیں۔ قیامت تک کے لئے جماعت احمدیہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کا ثمرہ ملتا رہے۔

اس ضمن میں ایک حدیث میں آپ کے سامنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب اسم اللہ الاعظم سے لے رہا ہوں۔ اسم اعظم کا سلسلہ چل رہا ہے اور بہت سے لوگ کسی ایک چیز کو اسم اعظم قرار دیتے ہیں کچھ اور کسی اور چیز کو، تو ایک بہت ہی دلچسپ مکالمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آنحضرت ﷺ سے اس موضوع پر ہوا اور جس طرح پیار سے انسان چھیڑتا ہے اس طرح حضور اکرم ﷺ نے آپ کو چھیڑا بھی اور بالآخر آپ کی التجا بھی پوری فرما دی۔

روایت ہے "قال ذات ليوم يا عائشة"۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے اس نام سے آگاہ فرما دیا ہے کہ اگر وہ لے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو قبول فرماتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اس پر میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے والدین آپ پر قربان مجھے بھی تو وہ دعا سکھا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اے عائشہ وہ تیرے لئے نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اس پر میں اس سوال سے رک کر چند لمحوں کے لئے الگ بیٹھ گئی۔ جیسے کوئی روٹھ جاتا ہے۔ پھر میں کھڑی ہوئی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر کو بوسہ دیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی وہ اسم الٰہی سکھا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: عائشہ! تیرے لئے اس کا سکھانا مناسب نہیں کیونکہ تیرے لئے یہ مناسب نہ ہو گا کہ اُس اسم الٰہی کا واسطہ دے کر تو کوئی دنیوی چیز طلب کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اس پر میں کھڑی ہوئی اور وضو کیا پھر میں نے دو رکعت نوافل ادا کئے پھر میں نے دعا کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ! میں تجھ سے اللہ کہہ کر، رحمٰن کہہ کر، البر الرحیم کہہ کر دعا کرتی ہوں اور تجھ سے تیرے ان اسماء حسنیٰ کا واسطہ دے کر دعا کرتی ہوں جو مجھے معلوم ہیں اور جو مجھے معلوم نہیں کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اس پر رسول کریم ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا وہ اسم الٰہی جس کا میں ذکر کر رہا تھا ان اسماء میں آ گیا ہے جو تم نے لئے ہیں۔ (سنن ابن ماجه كتاب الدعاء باب اسم الله الاعظم) اور یہ بتانے کا موقع اس لئے بھی پیدا ہوا کہ آنحضور ﷺ کو یہ خوف تھا کہ اس اسم کے ذریعہ آپؓ دنیا نہ طلب کر لیں۔ آپؓ نے تو صرف اتنی دعا کی تھی کہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ پس اسماء الٰہی جتنے بھی ہیں وہ سب حسین ہیں اور ان سب کا واسطہ دے کر اپنی دعائیں کرنی چاہئیں۔

ایک سنن الترمذی سے یہ روایت لی گئی ہے عن ابی العَلاء بن الشِّخِيّر ابو حنظله کے ایک شخص کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں اس شخص نے کہا میں ایک سفر میں شداد بن اوس کا ہم سفر تھا۔ آپ نے فرمایا کیا میں آپ کو ایسی دعا نہ سکھاؤں جو رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھایا کرتے تھے۔ وہ یہ ہے کہ ہم کہیں اے اللہ مجھے معاملات میں ثبات قدم عطا کر اور میں تجھ سے ہدایت پر عزم کی توفیق مانگتا ہوں۔ یعنی ہدایت ہو اور پھر اس پر ثبات بھی ہو اور عزم ایسا ہو جو ہمیشہ قائم رہے۔ تجھ سے تیری نعمت کا شکر ادا کرنے اور عمدہ طریق سے عبادت کرنے کی توفیق مانگتا ہوں اور میں تجھ سے سچ بولنے والی زبان، فرمانبردار دل طلب کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے ہر اس شرّ سے جو تیرے علم میں ہے پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے ہر اس خیر کا طالب ہوں جو تیرے علم میں ہے اور میں تجھ سے ان گناہوں کی مغفرت کا طالب ہوں جو تیرے علم میں ہیں۔ یقیناً تو ہی غائب کا علم رکھنے والا ہے۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات ـ باب ما جاء فیمن یُقرأ القرآن عند المنام)

یہاں غیب کا علم رکھنے والا کہہ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ عرض کر رہے ہیں کہ جو کچھ مجھے اپنے متعلق پتہ تھا کہ میری کمزوریاں ہیں ان سب کی تو میں نے دعا مانگ لی مگر بعید نہیں کہ کچھ ایسی کمزوریاں بھی ہوں جو تیرے علم میں ہیں اور میرے علم میں نہیں۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے نفس کی ایسی نگرانی فرماتے تھے کہ دن رات چھان پھٹک کے گویا دیکھ رہے ہیں کہ کہیں کسی طرح کوئی رخنہ نہ پیدا ہو گیا ہو اور اس کے باوجود آپ کو کچھ نظر نہیں آیا اور پھر بھی بڑے عجز اور انکساری سے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے خدا وہ جن کا مجھے علم تھا وہ تو میں دیکھ چکا ہوں۔ جو تیرے علم میں ہیں، میں نہیں جانتا تُو ان سے بھی مجھے محفوظ رکھ اور بخش دے۔

حضرت عروہ بن عامرؓ کی ایک روایت ہے جو ابوداؤد کتاب الطب سے لی گئی ہے۔ حضرت عروہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن القُرشی نے بیان کیا کہ آنحضرت

ﷺ کے پاس بد شگونی کا ذکر کیا گیا۔ بد شگونی ایک واہمہ ہوتا ہے جس نے بہت مدت تک انسانوں کو اپنے چنگل میں پھنسائے رکھا ہے۔ بعض دفعہ انگلستان میں کوئی بلّی خاص شکل کی اگر سامنے سے گزر جائے تو وہ کام ہی چھوڑ دیا کرتے تھے اور اسی طرح بد شگونی نے مختلف قوموں کو گمراہ کر رکھا ہے۔ ہندوستان میں بھی بہت بد شگونی کی جاتی ہے، پاکستان میں بھی کی جاتی ہے۔ تو کسی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم سے بد شگونی کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: اس سے بہتر فال نکالنا یعنی جب بھی تمہیں خیال آئے تو فال ہمیشہ اچھی نکالا کرو، کچھ بھی ہو سامنے، کہیں کالی بلّی گزرے یا سفید بلّی گزرے فال اچھی نکالا کرو اور کہا کرو کہ اللہ نے ہماری خاطر ایک اچھا شگون پیدا کیا ہے، ہر گز بد شگونی نہیں کرنی۔ بد شگونی مسلمان کو اپنے نیک ارادے سے نہیں روک سکتی۔ تو یہ مصنوعی باتیں ہیں جو دنیا میں خواہ مخواہ پھیلی ہوئی ہیں، مسلمان اپنے نیک ارادے میں کبھی بد شگونی سے نہیں ڈرتا۔ ہاں اگر تم میں سے کوئی جب ایسی چیز دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہے تو یہ دعا پڑھے۔ اے اللہ! تیرے سوا کوئی دوسرا نیکیوں کو لانے والا نہیں اور نہ ہی تیرے سوا کوئی برائیوں کو دور کر سکتا ہے۔ ہر طاقت اور قدرت تیرے فضل سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

عن ابی ھُریرۃ، ترمذی کتاب الدعوات۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے ابتلا میں ماخوذ شخص کو دیکھا اور پھر یہ دعا پڑھی۔ کوئی شخص ابتلاؤں کا مارا ہوا ہو اس کو دیکھنے کے بعد بھی یہ دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کتنے ابتلاؤں سے انسانوں کو بچاتا ہے، کتنے دوسرے ابتلاؤں میں بعض دوسروں کو مبتلا کرتا ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کا کیا حشر ہوگا۔ وہ ابتلا میں ثابت قدم بھی رہیں گے کہ نہیں رہیں گے تو بہت سے خوف ہیں جو انسان کو ابتلا میں مبتلا شخص کو دیکھ کر گھیر لیتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سلسلہ میں بیان کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا جس کسی نے ابتلا میں ماخوذ شخص کو دیکھا اور پھر یہ دعا پڑھی۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس ابتلاء سے بچایا جس میں اس نے اسے ڈالا اور مجھے اپنی مخلوق میں سے بہت ساروں پر فضیلت دی۔ تو اسے وہ ابتلا پیش نہیں آئے گا۔ ان باتوں کو دیکھے جو اس کے اندر خدا تعالیٰ نے دوسروں سے بہتر پیدا کی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دعا سے پھر اس کا ابتلا ہٹ جائے گا یا اگر آئے گا تو خدا خود ہی اس کو سنبھالنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

ایک روایت ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ! میرے جسم کو عافیت عطا کر اور میری آنکھ کو بھی عافیت عطا کر۔ یعنی ظاہری اور باطنی دونوں عافیتیں اور اسے زندگی کے آخر لمحہ تک ٹھیک رکھ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو بہت حلم والا اور عزت والا ہے۔ پاک اللہ عرش عظیم کا رب۔ تمام تعریفیں اللہ میرے رب کے لئے ہیں۔

ایک اور حدیث نسبتاً لمبی سنن نسائی کتاب السھو سے لی گئی ہے۔ اس میں عطاء بن سائب اپنے والد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی اور اس میں اختصار اختیار کیا تو کسی شخص نے انہیں کہا کہ آپ نے نماز بڑی مختصر پڑھائی ہے۔ اس پر آپ نے اسے کہا میں نے اس نماز میں ایسی دعائیں کی ہیں جو میں نے رسول کریم ﷺ سے سنیں۔ تو اس زمانہ میں صحابہ کی مختصر نماز میں بھی بہت کثرت سے دعائیں شامل ہو جایا کرتی تھیں تو وہ تو اختصار کی شکایت کر رہے تھے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا تو فرمایئے، پھر بتائیں نا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے آپ کو کونسی دعا سکھائی ہے۔ وہ دعا آپ نے بتائی کہ اے اللہ تجھے تیرے علم غیب اور تیری مخلوق پر تیری قدرت کا واسطہ دے کر میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک تیرے علم کے مطابق زندگی میرے لئے بہتر ہے اور مجھے اس وقت وفات دینا جب تیرے علم میں موت میرے لئے بہتر ہو۔ اے اللہ میں تجھ حاضر و غائب میں تیری خشیت مانگتا ہوں اور خوشی اور ناراضگی میں تجھ سے کلمۂ حق کہنے کی توفیق کا طالب ہوں۔

خوشی میں بھی انسان بعض دفعہ کلمۂ حق سے ہٹ جاتا ہے اور ناراضگی میں بھی، یہ دونوں ایسے مواقع ہیں جس میں انسان آزمایا جاتا ہے اور بسا اوقات خوشی کی ترنگ میں کوئی تعلّی کرتا ہے یا ناراضگی میں کوئی بہت سخت کلام کہہ دیتا ہے۔ تو فرمایا ناراضگی میں تجھ سے کلمۂ حق کہنے کی توفیق کا طالب ہوں۔ اور تجھ سے غربت اور امارت میں میانہ روی کا طالب ہوں۔ امیر ہوں یا غریب ہوں میانہ روی کی راہ اختیار کروں اور میں تجھ سے ایسی نعمتوں کا طالب ہوں جو ختم نہ ہوں اور تجھ سے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک کا طالب ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اب وہ نعمتیں جو کبھی ختم نہ ہوں وہ تو صرف وہی نعمتیں ہیں جو ابدی نعمتیں خدا عطا فرماتا ہے۔ اور وہ اِس دنیا میں کام آتی ہیں اور اُس دنیا میں بھی۔ اور تجھ سے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک کا طالب ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرما، اپنے گرد و پیش سے، اپنے اہل و عیال سے، اگلوں پچھلوں سے، سب سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ میں تیرے فیصلہ کے بعد تیری رضا کا طالب ہوں۔ ہاں جب تیرا فیصلہ آجائے تو جو بھی فیصلہ ہو اس میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ تجھ سے موت کے بعد پُر سکون زندگی مانگتا ہوں اور میں تجھ سے اس بات کا سوالی ہوں کہ اپنے چہرے کو دیکھنے کی لذت مجھے عطا فرما اور میں تجھ سے ملنے کے شوق کا سوالی ہوں کہ بغیر کسی تکلیف اور مشکل کے اور بغیر کسی گمراہ کن آزمائش کے مجھے یہ انعام عطا فرما۔ اے اللہ ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ اور ہدایت پانے والا بنا۔

Earlisfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

ایک دعا الجامع الصغیر للسیوطی سے لی گئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی سے بچنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔ دعا یہ ہے: اے اللہ! میں اپنی ناطاقتی، اپنے وسائل کی کمی اور لوگوں میں اپنی کمزوری کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں۔ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے تو مجھے کس کے سپرد کردے گا۔ کیا ایسے دشمن کے حوالے کرے گا جو مجھے تباہ کردے یا کسی ایسے قریبی کے سپرد جسے تو میرے معاملہ میں سب اختیار دے دے۔ یہ دونوں معاملات بہت ہی خطرناک ہوتے ہیں۔ ایسے دشمن کے سپرد کرنا جو تباہ کردے اور ایسے قریبی کے سپرد کرنا بھی بعض دفعہ بہت ابتلاؤں کا موجب بن جاتا ہے جسے معاملہ کا سارا اختیار حاصل ہو جائے۔ خیر اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو پھر مجھے کسی کی بھی کوئی پرواہ نہیں البتہ میں تیری وسیع عافیت کا پھر بھی طلبگار ہوں۔ میں تیرے عزت والے چہرے کے نور کی پناہ کی درخواست کرتا ہوں کہ جس کے لئے زمین و آسمان روشن ہیں اور جس کے لئے اندھیرے منور ہو گئے ہیں اور جس کے ساتھ دنیا و آخرت کے معاملے درست ہوتے ہیں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو یعنی اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو یا تیری ناراضگی مجھ پر نازل ہو۔ تیری مرضی ہے تو جو چاہے کرے کہ سب قوت و طاقت تجھے ہی حاصل ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطی جزء اول صفحہ ۵۶، ۵۷۔ مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ لائلپور)

امت میں شفیق اور نرم دل حکمرانوں کے لئے دعا۔ یہ دعا مسلم کتاب الامارۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن شمامہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں ان سے کسی امر کے بارہ میں دریافت کر رہا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے بتایا کہ میں مصر کا رہنے والا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے اے اللہ! جو شخص میری امت کے معاملات کا والی ہو اور ان پر سختی کرے تو تُو بھی اس پر سختی کر اور جو شخص میری امت کا حاکم بنے اور وہ ان سے نرمی کا سلوک کرے تو تُو بھی اس سے نرمی کا سلوک فرما۔ (مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل)

ایک دعا ہے تنبیہ کئے جانے والوں کے متعلق، جس کو تنبیہ کی جاتی ہے۔ یہ حضرت سالم سے صحیح مسلم میں مروی ہے۔ سالم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! محمد ایک بشر ہے، وہ ناراض بھی ہوتا ہے جس طرح بشر ناراض ہوتے ہیں۔ میں تجھ سے یہ وعدہ لیتا ہوں تو اس کے خلاف نہ کرنا۔ یعنی خدا تعالیٰ بندوں کو جس طرح پابند کرتا ہے یہ نہایت عاجزی اور محبت کے اظہار کے طور پر رسول اللہ ﷺ اپنے رب کو پابند کر رہے ہیں کہ اے اللہ میں تجھ سے وعدہ لیتا ہوں اس کے خلاف نہ کرنا۔ کوئی مومن جسے میں تکلیف دوں یا اس سے سخت کلمہ کہہ دوں یا اسے کوڑا مار بیٹھوں جیسا کہ بعض دفعہ جنگ میں آنحضور ﷺ کے ہاتھ سے بظاہر کوڑے کی نوک لگی کسی کو اور وہ تکلیف اس کی ہمیشہ کے لئے بخشش کا موجب بن گئی۔ تو یہ سارے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ فرمایا: یا اسے کوڑا مار بیٹھوں۔ تو اسے اس کے لئے کفارہ اور اپنا قرب پانے کا ذریعہ قیامت کے دن بنا دینا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والادب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم اپنے وفود بھیجا کرتے تھے۔ ان وفود کو بھیجتے وقت آپ وفود کے لئے جو دعا مانگا کرتے تھے اسی کا ذکر اس روایت میں ہے جو مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ زید بن ابی القموص روایت کرتے ہیں کہ انہیں وفد عبد القیس نے بتایا کہ انہوں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اللہ! ہمیں اپنے منتخب بندوں میں سے بنا لے جن کی پیشانیاں روشن اور چمکدار ہوں۔ ایسے وفد میں شامل ہوں جس کو خدا تعالیٰ کے حضور مقبولیت ہو۔

(مسند احمد بن حنبل مسند الشامیین۔ حدیث وفد عبدالقیس)

کسی بستی میں داخل ہونے کی دعا۔ یہ مستدرک حاکم سے سے دعا لی گئی ہے۔ دعا یہ ہے: اے اللہ! جو ساتوں آسمانوں اور جن پر یہ سایہ فگن ہیں کا رب ہے اور جو ساتوں زمینوں اور جن کو وہ اٹھائے ہوئے ہیں ان کا رب ہے اور جو شیاطین اور جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں ان کا رب ہے اور جو ہواؤں اور جن اشیاء کو وہ بکھیرتی پھرتی ہیں ان کا رب ہے۔ ہم تجھ سے اس بستی اور اس کے باشندوں کی بھلائی کے طالب ہیں۔ اور ہم اس بستی کے شر اور اس کے رہنے والوں کے شر اور جو کچھ اس میں ہے اس کے

شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔(المستدرك للحاكم كتاب المناسك. باب الدعاء عند روية قرية يريد دخولها)۔"اے اللہ! اس بستی میں ہمارا قیام بابرکت کردے۔ پھر دعا کرنے والا تین مرتبہ یہ کہے اے اللہ ہمیں اس کے پھل عطا کر اور ہمیں اس کے رہنے والوں کے لئے محبوب بنادے اور اس کے صالح بندوں کو ہمارا محبوب بنادے اور **المعجم الاوسط** میں مروی ہے۔(المعجم الاوسط للطبرانی جلد ٥ صفحہ ٣٧٩۔ بروایت ابن عمر مکتبہ المعارف الریاض)

ایک حدیث ابوداؤد کتاب الادب سے لی گئی ہے جو حضرت ابی مالک الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت ابومالک الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے۔ کتنے ہیں جو گھر میں داخل ہوتے ہیں اور یہ دعائیں نہیں پڑھتے۔ حضورؐ نے تو گھر میں جانے کی اور گھر سے نکلنے کی ہر قسم کے موقع کی دعا سکھائی ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے داخل ہونے کی جگہ کی بھلائی اور باہر نکلنے کی جگہ کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اللہ کے نام سے ہی ہم (گھر میں) داخل ہوتے ہیں اور اللہ کے نام سے ہی باہر نکلتے ہیں اور اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد چاہئے کہ اپنے گھر والوں کو سلام کہے۔ یعنی دل میں یہ دعائیں کرتے ہوئے داخل ہو، دل میں یہ دعائیں کرتے ہوئے نکلے اور داخل ہوتے وقت بھی۔ ان دعاؤں کے بعد سلام کہے گھر پر اور نکلتے ہوئے بھی۔

ایک روایت سنن ابی داؤد کتاب الاطعمہ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھاتے یا کچھ نوش فرماتے تو یہ دعا کرتے "سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے کھلایا پلایا اور اسے آسانی سے گلے سے نیچے اتارا اور اس کے لئے مخرج بنادیا"۔ اب جو کچھ ہم بھی کھاتے ہیں اس کے مخرج بے شمار ہیں۔ کچھ پسینے کے ذریعہ، کچھ گردوں اور پیشاب کے ذریعہ۔ غرضیکہ بے انتہا مخرج خدا نے بنادئے ہیں تاکہ جو کچھ کھاتے ہیں اس کا زہریلا مادہ انسان کے جسم میں باقی نہ رہے۔

مسند احمد بن حنبل میں ایک روایت ابن بُریدہ سے مروی ہے۔ ابن بُریدہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا کرتے "سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو میرے لئے کافی ہوا اور اس نے مجھے پناہ دی اور مجھے کھلایا اور پلایا اور جس نے مجھ پر اپنا فضل واحسان کیا ہے اور جس نے مجھے عطا کیا ہے اور خوب عطا کیا ہے۔ ہر حال میں اللہ ہی حمد کا مستحق ہے۔ اے اللہ ہر چیز کے رب، ہر چیز کے بادشاہ اور ہر چیز کے معبود ہر ایک چیز تیرے لئے ہی ہے میں تجھ سے جہنم کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں"۔

(مسند احمد بن حنبل مسند المكثرين من الصحابة)

ایک روایت سنن ابی داؤد کتاب الادب میں ابوالاظہر الانماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ رات کو جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا کرتے: اللہ کے نام سے میں اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، میرے شیطان کو نامراد کردے اور میری ذمہ داریوں سے مجھے رہائی بخش اور مجھے اعلیٰ مجلس میں شامل فرمادے۔

ایک دعا سنن ابی داؤد کتاب الادب سے لی گئی ہے جو حضرت عبداللہ بن غنام البیاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ عبداللہ بن غنام بیاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے صبح کرتے وقت یہ دعا کی "اے اللہ! میں نے جن نعمتوں کے ساتھ صبح کی ہے وہ صرف تیری ہی عطا ہیں تیرا کوئی شریک نہیں تعریف کا صرف تو ہی اہل ہے اور شکر بجالانا تیرے ہی لئے ہے، تو اس نے اپنے اس دن کے شکر کا حق ادا کردیا۔ اور جس نے یہ دعا شام کو کی تو اس نے اپنی اس رات کا حق ادا کردیا۔(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ما يقول اذا اصبح)

انصار کی ایک بستی کے لئے آنحضرت ﷺ نے خصوصیت سے ایک دعا مانگی تھی جو مؤطا امام مالک میں مالک بن عبداللہ سے مروی ہے امام مالک عبداللہ بن جابر بن عتیک سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہمارے پاس عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار کی بستیوں میں سے ایک بستی بنو معاویہ میں تشریف لائے اور فرمایا: "کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری اس مسجد میں رسول اللہ ﷺ نے کس جگہ نماز ادا کی تھی؟ اس پر میں نے انہیں کہا ہاں مجھے معلوم ہے اور میں نے انہیں مسجد کے ایک پہلو کی طرف اشارہ کرکے بتایا کہ یہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی تھی یا نماز پڑھی تھی۔ اب یہ اب بھی لوگوں میں رواج ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ پوچھنے والوں کو بتایا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کس کونے میں کھڑے ہوکر نماز پڑھا کرتے تھے اور پھر برکت کی خاطر اسی جگہ نماز پڑھا کرتے تھے تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں ان کو بھی لگ جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانے سے یہ رواج چلا آرہا ہے اور یہ کوئی بدعت نہیں ہے۔

میں نے اشارہ کیا کہ یہاں نماز پڑھی تھی۔ اس پر انہوں نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ آنحضورؐ نے کونسی تین دعائیں اس مسجد میں کی تھیں؟ میں نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے وہ دعائیں بتائیں۔ چنانچہ میں نے کہا آپ نے یہ دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان پر ان کے باہر میں سے کوئی دشمن غالب نہ کرے اور انہیں قحط سالی سے ہلاک نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی یہ دونوں دعائیں قبول فرمالیں۔ لیکن ایک تیسری دعا تھی جو قبول نہ فرمائی اور آپ نے یہ بھی دعا کی تھی کہ یہ آپس میں جھگڑا نہ کریں۔(مؤطا امام مالک كتاب النداء للصلاة باب ما جاء في الدعاء)۔ کتنے بدقسمت لوگ ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دعاؤں کے پھل تو کھاتے ہیں مگر جھگڑوں سے باز نہیں آتے۔ پس چونکہ ان کے دل ٹیڑھے ہوچکے ہوتے ہیں اس لئے ان کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بھی دعائیں کام نہیں آتیں۔

میدانِ اُحد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جو بہت سی دعائیں مانگیں ان میں سے ایک لمبی دعا کا ذکر مسند احمد بن حنبل میں ملتا ہے۔ یہ روایت ہے ابن رفاعہ اپنے والد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے بتایا اور فزاری کے علاوہ عبید بن رفاعہ الزُّرقی نے بھی بتایا یعنی صرف ایک ہی روایت نہیں بلکہ دو مختلف واسطوں سے یہ روایت پہنچی ہے کہ اُحد کے دن جب مشرکین حملہ کی غرض سے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صفوں میں سیدھے ہو جاؤ۔ یعنی حملہ سے پہلے آپؐ نے ان کے لئے دعا کی اور پہلے ان کو صف میں سیدھا کیا اور کچھ نصیحتیں کیں سیدھے ہو جاؤ تاکہ میں اپنے رب کی ثنا بیان کروں۔ تو صحابہ رضوان اللہ علیہم آپؐ کے پیچھے صف آراء ہوگئے آپؐ نے دعا کرتے ہوئے کہا: "اے اللہ! سب حمد اور تعریف تجھے حاصل ہے جسے تو فراخی عطا کرے اسے کوئی تنگی نہیں دے سکتا اور جسے تو تنگی دے اسے کوئی کشائش عطا نہیں کرسکتا اور جسے قریب کرے اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اور اے اللہ! ہم پر اپنی برکات اور رحمت اور فضل اور رزق کے دروازے کھول دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسی دائمی نعمتیں مانگتا ہوں جو نہ کبھی تبدیل ہوں اور نہ کبھی زائل ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے غربت اور افلاس کے زمانہ کے لئے نعمتوں کی درخواست کرتا ہوں اور خوف کے وقت امن کا طالب ہوں۔ اے اللہ! جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور جو تو نے نہیں دیا اس کے شر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! ایمان ہمارے لئے محبوب کردے اور اسے ہمارے دلوں کی زینت بنادے اور کفر بدعملی اور نافرمانی کی کراہت ہمارے دلوں میں پیدا کردے اور ہمیں ہدایت عطا فرما اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے بنا۔ اے اللہ! ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے اور مسلمان ہونے کی حالت میں زندہ رکھ اور صالحین میں شامل کردے"۔ پس جنگ اُحد میں جبکہ سب مسلمان شرکاء کے لئے بظاہر جانوں کا خطرہ تھا لیکن شہادت کے ذریعہ وہ ہمیشہ کی زندگی پاگئے ان کے لئے دعا ہے کہ اگر ہم نے مرنا ہے اس غزوہ میں تو پھر ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں مار اور اگر زندہ رکھنا ہے تو مسلمان ہونے کی حالت میں زندہ رکھنا اور صالحین میں شامل فرمادینا۔ "اے اللہ! ہمیں رسوا نہ کر، نہ ہی کسی فتنہ میں ڈال۔ اے اللہ! ان کافروں کو خود ہلاک کر جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیری راہ سے روکتے ہیں ان پر اپنی سختی اور عذاب نازل کر۔ اے اللہ سچائی کے معبود! ان کافروں کو بھی ہلاک کر جن کو کتاب دی گئی ہے"۔ یعنی کتاب ملنے کے باوجود وہ پھر بھی کافر رہے۔(مسند احمد بن حنبل۔ مسند المكيين حديث عبدالله الزرقى)

ایک روایت ترمذی کتاب المناقب سے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ: "اے اللہ! تو نے قریش کے پہلوں کو عذاب چکھایا تھا اب ان کے بعد والوں کو اپنے فضل وعطا سے حصہ عطا فرما"۔ یعنی قریش کے پہلے تو عذاب چکھتے ہوئے مارے گئے اور اب جو بعد میں آنے والے ہیں ان میں سے ان کے لئے تجھ سے رحمت طلب کرتا ہوں۔

بخاری کتاب العلم سے یہ روایت حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اپنا خط دے کر بھیجا اور اسے بحرین کے بادشاہ کو پہنچانے کا حکم دیا۔ پھر بحرین کے بادشاہ نے یہ خط کسریٰ کو بھجوادیا۔ کسریٰ نے جب اسے پڑھا تو پڑھ کر اسے پھاڑ دیا۔ روای کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف یہ بددعا کی تھی کہ اے اللہ! جس طرح کسریٰ نے اس خط کے ٹکڑے ٹکڑے کئے ہیں تو اس کی حکومت کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کردے۔ اور یہ دعا بھی وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زندگی میں ہی مقبول ہوئی اور پھر کسریٰ کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے شروع ہوئے اور سب سے پہلے تو کسریٰ کے بیٹے نے اپنے باپ کے ٹکڑے کئے پھر آگے وہ ٹکڑے سلطنت کے ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گئی۔

دعاؤں کی توفیق پانے کی دعا۔ الجامع الصغیر للسیوطی سے یہ دعا لی گئی ہے۔ دعا یہ ہے: "اے اللہ! تو میری باتوں کو سنتا ہے اور میرے حال کو دیکھتا ہے۔ میری پوشیدہ باتوں اور ظاہر امور سے بھی

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 0181-553-3611

توخوب واقف ہے۔ میرا کوئی بھی معاملہ تجھ پر کچھ بھی مخفی نہیں ہے۔ میں ایک بدحال فقیر اور محتاج ہوں تیری مدد اور پناہ کا طالب ہوں۔ سہا ہوا، اپنے گناہوں کا اقراری اور معترف ہوں"۔ بہت ہی عاجزانہ اور پردرد دعا ہے اس دعا کے ساتھ میں نہیں سمجھتا کہ کسی کی التجائیں نامقبول ہو سکتی ہیں۔

"میں تجھ سے ایک عاجز مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں۔ تیرے حضور میں ایک گنہگار ذلیل کی طرح زاری کرتا ہوں۔ ایک اندھے نابینا کی طرح خوفزدہ تجھ سے دعا کرتا ہوں جس کی گردن تیرے آگے جھکی ہوئی ہے اور جس کے آنسو تیرے حضور بہہ رہے ہیں۔ جس کا جسم تیرے حضور گرا پڑا ہے اور تیرے لئے اس کا ناک خاک آلود ہے۔ اے اللہ! تو مجھے اپنے حضور دعا کرنے میں بدبخت نہ ٹھہرانا اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک فرمانا۔ اے وہ جو سب سے بڑھ کر التجاؤں کو قبول فرماتا ہے اور سب سے بہتر عطا فرمانے والا ہے (میری دعا قبول فرما)۔

(الجامع الصغیر للسیوطی جزء اول صفحہ ۵۶۔ مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیۃ لائلپور)

اب آخر پر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک یادو اقتباس آپ کے سامنے پڑھ کے رکھتا ہوں جو آنحضور ﷺ کی دعاؤں ہی سے متعلق ہیں یا عموماً دعا کے متعلق ہیں۔

"یاد رکھو کہ دعائیں منظور نہ ہونگی جب تک تم متقی نہ ہو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ کی دو قسم ہیں ایک علم کے متعلق دوسرا عمل کے متعلق۔ علم کے متعلق تو میں نے بیان کر دیا کہ علوم دین نہیں آتے اور حقائق معارف نہیں کھلتے جب تک متقی نہ ہو اور عمل کے متعلق یہ ہے کہ نماز روزہ اور دوسری عبادات اس وقت تک ناقص رہتی ہیں جب تک متقی نہ ہو"۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۱۳۰)

پھر فرماتے ہیں:

"دعا اور استجابت میں ایک رشتہ ہے کہ ابتداء سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اس کا کوئی مخلص بندہ اضطرار اور کرب اور قلق کے ساتھ دعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لئے مصروف کرتا ہے۔ تب اس مرد فانی کی دعائیں فیوض الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے کام بن جائے۔ یہ دعا اگرچہ بعالم ظاہر "یعنی ظاہری عالم کے طور پر "انسان کے ہاتھوں سے ہوتی ہے مگر در حقیقت وہ انسان خدا میں فانی ہوتا ہے اور دعا کرنے کے وقت میں حضرت احدیت و جلال میں ایسے فنا کے قدم سے آتا ہے کہ اس وقت وہ ہاتھ اس کا ہاتھ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہی دعا ہے جس سے خدا پہچانا جاتا ہے اور اس ذوالجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے جو ہزاروں پردوں میں مخفی ہے"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۹)

اب ظاہر ہے یہ دعا آنحضرت ﷺ کی، فانی فی اللہ ہی کی دعا تھی جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر فرمارہے ہیں۔

چناب نگر

(پروفیسر محمد سلطان اکبر)

مجھے چند روز قبل چنیوٹ سے ربوہ بذریعہ بس سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ میرے ساتھ کالج کے چند غیر از جماعت طلبہ بھی بس میں سوار تھے۔ میں نے انہیں ازراہِ تفنّنِ طبع کہا کہ تم لوگوں نے ہمارے شہر کا نام ربوہ کی بجائے چناب نگر رکھ دیا ہے اور سابقہ صوبائی اسمبلی پنجاب میں تمہارے شہر چنیوٹ کے ہی ایک مولوی صاحب نے یہ تحریک پیش کی تھی۔ تم لوگوں اور تمہارے ہمنوا مخالفینِ جماعت احمدیہ کو اپنے اس کارنامہ پر بڑا فخر ہے حالانکہ یہ نام کی تبدیلی تمہارے لئے موجب اعترافِ شکست ہے۔ وہ کہنے لگے: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

میں نے کہا: میں ابھی ثابت کرتا ہوں۔ چناب نگر دراصل (چن + آب) ہے۔ یعنی ایسا چاند جو آب و تاب سے چمک رہا ہو۔ اور نگر کے معنی بستی کے ہیں یعنی ربوہ وہ بستی ہے جہاں چاند اپنی پوری تابانی اور درخشانی سے نورانی کرنیں بکھیر رہا ہے اور تم لوگوں نے ربوہ کا یہ نام چناب نگر رکھ کر تسلیم کر لیا ہے کہ اگر کہیں نور ہے تو وہ ربوہ میں ہی ہے۔

بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یہی فرماتے ہیں۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

دوسری طرف تمہارا شہر چنیوٹ ہے۔ جسے عام زبان میں چنوٹ کہا جاتا ہے۔ جو دراصل (چن + اوٹ) سے مرکب ہے یعنی وہ چاند جو اوٹ میں ہو یعنی نظروں سے اوجھل ہو۔ گویا تمہارے شہر میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ نور کا نام و نشان نہیں۔

اس پر ان طلبہ نے بے اختیار قہقہہ لگایا اور کہنے لگے: تم احمدی لوگ بڑے ذہین لوگ ہو۔ ہر جگہ کوئی نہ کوئی نکتہ نکال لیتے ہو۔ چنانچہ انہی باتوں کے دوران ربوہ کالج کا سٹاپ دڑہ آگیا اور وہ طلباء بس سے اتر کر چلے گئے۔ اگلے سٹاپ یعنی اڈہ ربوہ پر میں بھی بس سے اتر گیا۔

راستہ میں اپنے گھر تک میں نے مزید اس مضمون پر غور کیا تو قرآنی آیت "وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ" (بری تدبیر ایسا کرنے والے پر الٹ کر پڑتی ہے) کا مضمون بھی حرف بحرف سچا ثابت ہوا کہ وہ لوگ جو اہل ربوہ کو یہ نام بدل کر غم کی تاریکی میں دھکیلنا چاہتے تھے تاریکی خود انہی کا مقدر ہے۔

ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے

اعلانات نکاح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۷ جون بروز ہفتہ بعد نماز عصر مسجد فضل لندن میں حسب ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:

☆...... عزیزہ خولہ شمس صاحبہ بنت مکرم منیر الدین صاحب شمس (ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن) ساکن اسلام آباد (ٹلفورڈ) کا نکاح عزیزم رافیل احمد ملک ابن مکرم اسد ملک صاحب کے ساتھ سات ہزار پاؤنڈز حق مہر پر طے پایا۔ (عزیزہ خولہ شمس، خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ کی پوتی اور مکرم عبدالرحیم لون صاحب کی نواسی ہیں جبکہ عزیزم رافیل احمد ملک مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ابن محترم خانصاحب فرزند علی صاحب کا نواسہ اور مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب کا پوتا ہے)۔

☆...... عزیزہ صدف شکور صاحبہ بنت مکرم عبدالشکور صاحب بھٹی ساکن جرمنی کا نکاح عزیزم مرزا عبدالکریم احمد صاحب ابن مکرم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب (ربوہ) کے ساتھ پچاس ہزار روپے حق مہر پر طے پایا۔ (عزیزم مرزا عبدالکریم احمد، سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے پوتے ہیں)

☆...... عزیزہ امۃ العزیز چوہدری صاحبہ بنت مکرم غلام مجتبیٰ چوہدری صاحب ایڈووکیٹ ساکن لاہور کا نکاح عزیزم حماد اسماعیل صاحب ابن مکرم عباس بن عبدالقادر صاحب کے ساتھ اکیس ہزار پانچ صد امریکی ڈالرز حق مہر پر طے پایا۔

اعلانات نکاح کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر ان نکاحوں کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا کروائی۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

آنحضرت ﷺ کے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کو جو بچے تھے انہیں بھی خاص طور پر دعائیں دینے کا ذکر ملتا ہے۔ ایک موقعہ پر حضور نے حضرت حسنؓ و حسینؓ، حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ پر کپڑا ڈالا اور دعا کی اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص لوگ ہیں ان کو رجس سے پاک کر دے۔

اسی طرح لکھا ہے کہ حضور اکرمؐ نے ایک موقعہ پر حضرت اسامہؓ اور حضرت حسنؓ کو اپنے سینے سے چمٹایا اور دعا کی کہ اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما کیونکہ میں بھی ان سے بہت شفقت کا سلوک کرتا ہوں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک موقع پر خاص دعا دیتے ہوئے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو بکر! تجھے اللہ تعالیٰ رضوان اکبر عطا فرمائے۔ عرض کیا گیا کہ رضوان اکبر کیا ہوتی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے عام تجلی فرمائے گا تو ابو بکر کے لئے خاص تجلی فرمائے گا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے قبول اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے کہ حضور نے انہیں یہ دعا دی کہ اے اللہ! اس کے دل میں جو کینہ ہے اسے نکال دے اور اسے ایمان سے بدل دے۔ حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اس دعا کے وقت سے میرے اندر تبدیلی پیدا ہوئی۔ اور بالآخر میں ایمان لے آیا۔ خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے جن میں خصوصیت سے حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کے واقعہ کا ایمان افروز تذکرہ ہے۔

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں اصلی زیورات
خریدنے کے لیے معروف نام

الرحیم جیولرز حیدری اور الرحیم نیو جیولرز حیدری

اور اب

الرحیم
سیون سٹار جیولرز

مین کلفٹن روڈ

مہران شاپنگ سینٹر
کہکشاں بلاک نمبر 8
کلفٹن کراچی
فون 5874164 - 664-0231

"ربوہ سے چناب نگر تک" پر تبصرہ

(جمال الدین شمس)

روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۱۹؍فروری ۲۰۰۰ء میں "مولانا محمد الیاس چنیوٹی" کا ایک مضمون "ربوہ سے چناب نگر تک" شائع ہوا ہے جس میں جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ کا نام تبدیل کر کے چناب نگر رکھنے کی وجوہات اور اس تبدیلی کے لئے مختلف کوششوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

"ربوہ" لفظ کی لغت بیان کرتے ہوئے محمد الیاس چنیوٹی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"لغت میں "ربوہ" ر۔ب۔و مادہ سے نکلا ہے جس کے معنے بلند ہونا...... اونچی زمین ٹیلہ۔ قرآنی اصطلاح کے مطابق "ربوہ" بمعنی عمدہ زمین کے آیا ہے...... یہ لفظ قرآن مجید میں دو مقامات پر استعمال ہوا ہے .(۱) كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ (البقرہ:۲۶۵)۔(۲) وَاٰوَيْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ (المومنون:۵۰)۔

خود ساختہ معنی

اس کے بعد محمد الیاس چنیوٹی صاحب نے تفسیر معارف القرآن ج۶ ص ۳۱۴ اور تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۹۰ کے حوالہ سے وَاٰوَيْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ آیت قرآنی کے تحت لکھا ہے کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ان کے بچپن میں جبکہ ایک ظالم بادشاہ ان کو قتل کرنا چاہتا تھا چلے گئے اور مسیح کی بارہ سال کی عمر تک وہاں رہے"۔

اس واقعہ میں کس حد تک سچائی ہے اور وہ کونسی جگہ اور علاقہ تھا اس پر ہمیں تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی یہ موقعہ ہے۔ قابل توجہ "مولانا محمد الیاس چنیوٹی" صاحب کی یہ بات ہے کہ **"ربوہ سے مراد وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا بچپن گزارا"**۔ حالانکہ مضمون کے آغاز میں فیروز اللغات اور تفسیر کبیر جلد ۲۳ صفحہ ۵۰ کے حوالہ سے خود لکھ چکے ہیں کہ "اونچی زمین، ٹیلہ اور عمدہ زمین کو "ربوہ" کہا جاتا ہے"۔

لغت کی کسی کتاب میں بھی "ربوہ" کے معنے 'حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن گزارنے کی جگہ' نہیں لکھا۔ یہ ان کے اپنے خود تراشیدہ معنے ہیں جو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے گھڑے گئے ہیں۔ ورنہ وہ سورۃ البقرہ:۲۶۵ میں مذکور الفاظ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ کا کیا معنی کریں گے۔ سورۃ المومنون:۵۰ میں بھی حضرت مسیح اور ان کی والدہ کو واقعہ صلیب کے بعد ایک ایسے ربوہ کی طرف پناہ دیئے جانے کا ذکر ہے جو ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ہے، نہ کہ ان کے وہاں بچپن گزارنے کا۔

الغرض مولوی صاحب کی تشریح کہ 'ربوہ سے مراد وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا بچپن گزارا تھا' لغت عربی، قرآن مجید، تاریخی حقائق اور عقل صحیح سے متصادم ہے۔

..........بہت دور کی سوجھی

اس خود تراشیدہ، سراسر باطل مفروضہ کو درست سمجھتے ہوئے اور اس پر افتراء اور شرارت کی عمارت تعمیر کرتے ہوئے "مولانا محمد الیاس چنیوٹی" صاحب لکھتے ہیں:

"اب چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے مغربی کنارہ پر آباد چند ہزار نفوس پر مشتمل چک ڈھکیاں کا نام ربوہ رکھنے کی کیا ضرورت پیش آئی...... مسلمانوں نے مرزائیوں سے سوال کیا کہ حضرت عیسیٰ کے بچپن گزارنے کا علاقہ (ربوہ) فلسطین تھا اور تمہارا مرزا قادیان میں پیدا ہوا، وہیں جوان ہوا اور وہیں دفن ہوا۔ یہ کیسا عیسیٰ بن مریم ہے؟

یہ اس زمانے کی بات ہے جب پاکستان قائم ہوا تھا (ہندوستان سے علیحدہ ہو رہا تھا) تب قادیانیوں کے لئے چند وجوہات کی بنا پر اپنے مرکز قادیان میں رہنا مشکل ہو گیا تو انہوں نے سوچی سمجھی سکیم اور سازش کے تحت انگریز گورنر موڈی سے ایک وسیع قطع اراضی کوڑیوں کے دام نوے سال کے پٹہ پر چنیوٹ شہر کے قریب دریائے چناب کے مغربی کنارہ پر لے لیا اور وہاں اپنا نیا شہر آباد کیا"۔

مولوی صاحب کا مفہوم مولوی صاحب ہی کے الفاظ میں بیان کر دیا ہے تاکہ کسی قسم کا اشتباہ نہ رہے۔ جبکہ حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ یہ درست ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب، بانیٔ جماعت احمدیہ نے خدا تعالیٰ کے حکم پر مثیل عیسیٰ، ابن مریم اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور واضح اور مسکت دلائل سے اپنے متبعین کو مطمئن کیا تھا مگر یہ بالکل جھوٹ اور بہتان ہے کہ جماعت احمدیہ نے مخالفین کے مذکورہ بالا اعتراض کو مدنظر رکھ کر اپنے نئے مرکز کا نام ربوہ رکھا ہے۔

۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے وقت جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے ۵۸ سال کا طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ ۵۸ سال بعد یہ خیال مولوی محمد الیاس چنیوٹی صاحب کی ذہانت رکھنے والے مولویوں کو ہی آ سکتا ہے کہ احمدیت پر یہ اعتراض بھی کیا جا سکتا ہے اور یہ کہ اس کے جواب میں احمدیوں نے تقسیم ہند کے موقعہ پر لوگوں کو دھوکہ دینے کی خاطر یہ نام تجویز کیا۔ یہ مولوی صاحب بزعم خویش بڑی دور کی کوڑی لائے ہیں۔ ایسا اچھوتا اور بعید از عقل خیال انہی کا خاصہ ہے۔ اس پر تو وہی مصرعہ ذہن میں آتا ہے 'اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی'۔

کیا مولوی محمد الیاس چنیوٹی صاحب کسی اخبار رسالے اور پمفلٹ یا کتاب کا حوالہ دے سکتے ہیں جو قیام پاکستان کے عرصہ کے دوران چھپی ہو اور جس میں احمدیوں کے خلاف یہ اعتراض چھپا ہو کہ:

"حضرت عیسیٰؑ کے بچپن گزارنے کا علاقہ (ربوہ) فلسطین تھا اور تمہارا مرزا قادیان میں پیدا ہوا وہیں جوان ہوا اور وہیں دفن ہوا۔ یہ کیسا عیسیٰ بن مریم ہے؟"۔

مولوی محمد الیاس صاحب ہرگز کوئی ایسا حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔ اگر ہے تو شائع کریں تاکہ اس دور میں ان جیسی ذہنیت رکھنے والے علماء کی پہچان ہو سکے۔

ربوہ کی موجودہ اراضی کے حصول کی مختصر تاریخ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۴۱ء میں ایک رؤیا دیکھی تھی کہ قادیان پر حملہ ہوا ہے جس کے نتیجہ میں آپ وہاں سے نکل کر پہاڑی ٹیلوں میں نئے مرکز کے لئے جگہ تلاش کر رہے ہیں۔ آپ کو وہ علاقہ رؤیا میں دکھایا گیا۔ چنانچہ آپ نے اس رؤیا کا ذکر کر کے اس کی تفصیلات بیان فرمائیں جو کہ چھپ چکی تھیں۔ تقسیم ہندوستان کے بعد احمدیوں کو قادیان چھوڑنا پڑا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ لاہور تشریف لائے اور احباب جماعت کا مرکز عارضی طور پر لاہور میں منتقل ہو گیا۔ نئے مرکز کے لئے جگہ کی تلاش شروع ہوئی۔ سیالکوٹ، شیخوپورہ، گوجرانوالہ کے اضلاع میں متعدد جگہوں پر سروے کیا گیا۔ مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ جو ان دنوں سرگودھا میں سب جج کے طور پر متعین تھے لاہور آتے جاتے ربوہ کی جگہ سے گزر چکے تھے۔ انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی چھپی ہوئی رؤیا پڑھنے کے بعد ربوہ جو کہ محکمہ مال میں چک ڈھکیاں کے نام سے جگہ تھی تجویز کی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس جگہ کا دورہ کیا۔ سرگودھا کے نزدیک کیرالہ کی پہاڑیاں بھی دیکھیں اور چک ڈھکیاں کی ویران اور سنسان جگہ کو اپنی رؤیا کے مطابق بتایا۔ البتہ رؤیا میں اس جگہ کو سرسبز و شاداب دکھایا گیا تھا۔ جو کہ ایک پیشگوئی کا رنگ لئے ہوتے تھا۔ جگہ کی تعیین ہونے کے بعد مکرم حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب نے جنہیں صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا ناظر اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا ضلع جھنگ میں واقع اس زمین کے حصول کے لئے ۷؍اکتوبر ۱۹۴۷ء کو محترم جناب چوہدری مشتاق احمد صاحب چیمہ ڈپٹی کمشنر جھنگ کی خدمت میں درخواست دی جو کہ منشی محمد دین صاحب نے ۱۸؍اکتوبر ۱۹۴۷ء کو لالیاں کے بنگلہ میں ان کی خدمت میں پیش کی۔ چنانچہ تیسرے دن سپرنٹنڈنٹ پولیس اور محمد دین صاحب کے ساتھ ڈپٹی کمشنر صاحب نے اس جگہ کا دورہ کیا اور تحصیلدار صاحب کو موقعہ کا نقشہ شامل کر کے رپورٹ کرنے کا حکم دیا۔ کاغذات مکمل ہو کر پہنچے تو انہیں سفارش کے ساتھ کمشنر صاحب کو بھجوا دیا گیا جہاں سے فنانشل کمشنر (جناب اختر حسین صاحب) کی خدمت میں جملہ کاغذات بغرض منظوری بھجوا دیئے گئے۔ اس سے قبل انہوں نے یہ اعتراض لگا کر کاغذات واپس کر دیئے تھے کہ جب تک کمشنر صاحب کی معرفت نہ آئیں کوئی کارروائی نہ ہوگی۔ جب کمشنر صاحب کی معرفت کاغذات پہنچے تو یہ اعتراض لگا کر واپس بھجوا دیا کہ ان کاغذات پر قیمت کا اندازہ مقرر نہیں کیا گیا حالانکہ وہ خود بھی قیمت مقرر کر سکتے تھے۔ جب قیمت مقرر ہو کر آئی تو یہ کہا گیا کہ یہ کام چونکہ اہم ہے اس لئے منسٹری کے پاس ان کاغذات کا جانا ضروری ہے۔ منسٹری والوں نے ایک عرصہ تک یہ بہانہ بنایا کہ غور کرنے کے لئے فرصت نہیں۔ اور اس طرح آٹھ ماہ بعد اس وقت کے لحاظ سے جو زیادہ سے زیادہ قیمت تھی وہ مقرر کی گئی جو ۲۷؍جون ۱۹۴۸ء کو جھنگ جا کر سرکاری خزانہ میں جمع کرا دی گئی۔ سرکاری سند پر فنانشل کمشنر، اسسٹنٹ سیکرٹری اور ڈپٹی کمشنر کے دستخط بھی کرائے گئے۔ رجسٹری مکمل ہونے کے بعد بھی متعلقہ حکام نے قبضہ دینے میں تاخیری حربے استعمال کئے۔

ادھر "آزاد، احسان، زمیندار اور مغربی پاکستان" اخبارات نے جھوٹی خبر شائع کر دی کہ یہ زمین جو احمدیوں کو فروخت کی گئی ہے اسے بعض لوگ پندرہ سو روپیہ فی ایکڑ کے حساب سے خریدنے کو تیار تھے۔ جس پر ۳؍اگست ۱۹۴۸ء کو جماعت احمدیہ کے ناظر صاحب امور عامہ نے بیان دیا اور کہا کہ جو شخص اس قیمت پر یہ رقبہ خریدنا چاہیں ہم انہیں دینے کو تیار ہیں اور تمام قیمت کو سرکاری خزانہ میں جمع کروا دیا جائے گا تاکہ ملک کو نقصان نہ پہنچے لیکن کوئی آگے نہ آیا۔ ان کا مقصد تو صرف احمدیوں کو پریشان کرنا تھا ورنہ اس ویران زمین میں انہیں کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔

یہ تمام تفصیل اس لئے دی ہے کہ یہ بتایا جائے کہ مولوی الیاس چنیوٹی صاحب کا یہ صریح جھوٹ اور کھلا کھلا بہتان ہے کہ احمدیوں نے کسی سازش کے تحت انگریز گورنر موڈی سے یہ رقبہ لیا تھا۔

حکومت نے یہ رقبہ جماعت احمدیہ کو فروخت کرنے سے قبل باقاعدہ اخبارات میں اعلان شائع کرایا۔ ایک ماہ تک انتظار کے بعد کارروائی شروع کی۔ درخواست ڈپٹی کمشنر کو دی گئی۔ متعلقہ محکمانہ کارروائی ہوئی۔ بار بار اعتراضات لگا کر تاخیری حربے استعمال ہوئے۔ ۱۸؍اکتوبر ۱۹۴۷ء کو جس کارروائی کا آغاز ہوا تھا اس کا پورے دس ماہ بعد جا کر قبضہ ملا۔ یہ تمام کارروائی جیسا کہ مولوی محمد الیاس صاحب چنیوٹی نے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے نوے سال کے پٹہ پر لینے کے لئے نہیں تھی بلکہ ملکیت کے حقوق کے حصول کے لئے ہوئی تھی۔ چنانچہ ربوہ کی زمین صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی ملکیت ہے نہ کہ لیز پر۔ اس ساری کارروائی میں کسی جگہ بھی گورنر صاحب کا کوئی عمل دخل نہیں۔

حکومت پاکستان نے ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والے تمام لوگوں کو ان کی جائیدادوں، عمارتوں وغیرہ کے کلیم یہاں دیئے تھے۔ قادیان کے باشندے بھی قادیان میں اپنی جائیدادیں اور زمین

چھوڑ کر آئے تھے جو اندازاً چار کروڑ روپے کی تھیں۔ اگر قادیان کے احمدی کلیم داخل کرتے تو حکومت کو انہیں مختلف شہروں میں آباد کرنے کی صورت میں چار کروڑ کی جائیدادیں دینی پڑتیں۔ جبکہ احمدیوں نے کلیم داخل کرانے کی بجائے چناب دریا کے مغرب میں چنیوٹ کے قریب بنجر، بے آباد اور ویران زمین کو خریدنے کے لئے دس ماہ سے زائد عرصہ تک انتظار کیا اور مولوی محمد الیاس صاحب چنیوٹی تمام حقائق سے آنکھیں بند کرتے ہوئے اس قطعہ اراضی کو سازش کے تحت کوڑیوں میں خریدنے کا الزام لگا رہے ہیں۔

ربوہ کا نام رکھے جانے کی حقیقت

اس قطعہ اراضی کو خریدنے پر اس جگہ کا نام رکھنے کے لئے صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی ۱۶؍ستمبر ۱۹۴۸ء کی میٹنگ میں کئی نام زیر غور آئے جن میں "مَاوٰی" (پناہ گاہ)، ذکریٰ، دارالہجرت اور مدینۃ المسیح بھی شامل تھے۔ ان متعدد ناموں کا زیر غور آنا ہی اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ مولوی محمد الیاس صاحب چنیوٹی کا یہ الزام کہ غیر احمدیوں کے اعتراضوں سے بچنے کے لئے ربوہ کا نام رکھا گیا ہے ایک سراسر غلط، بے بنیاد اور جھوٹا الزام ہے۔

قیام پاکستان کے وقت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی والدہ محترمہ زندہ تھیں اور انہیں بھی قادیان سے ہجرت کر کے آنا پڑا۔ دوسرے ربوہ کی جگہ کے اپنے ماحول سے اونچا ہونے کی وجہ سے حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس (جنہیں مولوی محمد الیاس چنیوٹی صاحب نے اپنے مضمون میں "مرزا" بنادیا ہے) نے "ربوہ" نام تجویز کیا اور اسے منظور کر لیا گیا۔

پنجابی زبان میں "ٹبی" یا "ڈھگی" اونچی جگہ کو کہتے ہیں اس جگہ کا نام "چک ڈھکیاں" بھی ارد گرد کے علاقہ سے اونچا ہونے کی وجہ سے ہی شاید رکھا گیا ہو۔ "ربوہ" عربی زبان میں اونچی جگہ یعنی ڈھگی کو ہی کہتے ہیں جو نام محکمہ مال میں پہلے سے موجود تھا اسی کا عربی ترجمہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے بطور نام اختیار کر لیا۔ یہ اصل حقیقت ہے۔

جھوٹی منطق

مگر مولوی الیاس چنیوٹی صاحب کی منطق ملاحظہ ہو۔ وہ کہتے ہیں:

"۱۹۴۸ء میں اس جدید شہر کا نام قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت (مومنون:۵۰) میں تحریف کر کے (ربوہ) رکھا گیا تاکہ لوگوں کو یہ دھوکہ دیا جا سکے کہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ کے ذکر میں جو لفظ (ربوہ) آیا ہے اس سے مراد یہ (ربوہ) ہے جو پاکستان میں دریائے چناب کے کنارے پر پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے اور یہی ربوہ مسیح ابن مریم کا وطن ثانی ہے ورنہ اس نام کے رکھنے میں اور کوئی معقول وجہ نہ تھی"۔

مولوی صاحب کے اس بیان کی 'معقولیت' ہر عقلمند پر روشن ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جو ربوہ تشریف لائے تھے آپ نے تو کبھی عیسیٰ، ابن مریم یا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کیا۔ اتنا بڑا افتراء مولوی چنیوٹی صاحب ہی کا کارنامہ ہے۔

مولوی محمد الیاس صاحب بھی ان مولویوں میں سے ہیں جو خود ہی ایک تصور تراشتے ہیں اور اسے مخالفین کی طرف منسوب کر کے پھر اس پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں۔ سامنے والا لاکھ تردید کرے، براءت کا اعلان کرے مگر یہ اپنی ضد، تعصب اور ہٹ دھرمی سے فتنہ پردازی کی خاطر مسلسل بہتان تراشی کرتے چلے جاتے ہیں۔

پاکستان کے قیام پر پچاس سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کبھی کسی احمدی نے کسی موقعہ پر اس تصور کو پیش کیا ہے جو مولوی محمد الیاس چنیوٹی صاحب کے دماغ نے اختراع کیا ہے۔

تبدیلیٔ نام کے لئے مذموم مساعی

اس مضمون میں آگے چل کر مولوی صاحب اپنے والد منظور احمد چنیوٹی کی 'خدمات جلیلہ' کا ذکر یوں کرتے ہیں:

"جب ۱۹۸۵ء میں مولانا منظور احمد چنیوٹی صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تو انہوں نے اس مسئلہ کو صوبائی اسمبلی کے فورم میں پیش کیا .... ۱۷؍جون ۱۹۸۶ء کو ربوہ کی ٹاؤن کمیٹی نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعہ بھی (ربوہ) کے نام کی تبدیلی کی منظوری دی............ ۱۶؍نومبر ۱۹۹۸ء کو دوبارہ مولانا چنیوٹی کی طرف سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے اجلاس میں (ربوہ) شہر کے نام کی تبدیلی کی قرارداد پیش کی گئی۔ جس پر پیشگی طور پر ۱۰۰ کے لگ بھگ وزراء کرام، ممبران صوبائی اسمبلی کے تائیدی دستخط کروا لئے گئے جس کے الفاظ یہ تھے:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ربوہ شہر کا نام تبدیل کر کے کاغذات مال کے مطابق چک ڈھکیاں یا کوئی اور نام رکھا جائے اور قرآن کریم کے مقدس لفظ کا استعمال غیر محل اور ممنوع قرار دیا جائے"۔

ہر شہر یا بستی کے مکینوں کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی آبادی کے لئے بہتر سے بہتر اور مناسب نام رکھیں۔ نہ یہ کہ ان کے دشمن اور مخالف جو چاہیں وہ نام رکھیں اور اسے تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کانگرس کے کاسہ بردار مولویوں نے پاکستان کے قیام سے بھی قبل اس کا نام غلط طور پر لینا شروع کر دیا تھا اور اسے پلیدستان کہتے تھے۔

ربوہ کے نام کی تبدیلی ربوہ کے شہریوں کی خواہش نہیں تھی بلکہ دشمن احمدیت کی بے وقت کی راگنی ہے اور یہ جو تاثر پیدا کیا گیا ہے کہ "۱۷؍جون ۱۹۹۸ء کو ربوہ کی ٹاؤن کمیٹی نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعہ بھی (ربوہ) کے نام کی تبدیلی کی منظوری دی" دھوکہ دہی پر مبنی کارروائی ہے۔ ربوہ کی آبادی کا ۹۸ فیصد حصہ احمدیوں پر مشتمل ہے جبکہ ۲ فیصد سرکاری ملازمین اور دوسرے لوگ عیسائی وغیرہ آباد ہیں۔ اپریل ۱۹۸۴ء کے حکومتی آرڈیننس کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے افراد کے لئے تو ووٹ میں حصہ لینے کے لئے دو عظیم صداقتوں میں سے کسی ایک کا انکار لازمی قرار دیا گیا۔ یعنی اہل ربوہ یا تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا انکار کر کے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کر لیں تو ووٹنگ میں حصہ لے سکتے ہیں یا پھر حضرت امام مہدی علیہ السلام، جن پر ایمان لانا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے لازمی قرار دیا ہے ان کا انکار کر کے سرکاری مسلمان بننا تسلیم کر لیں جبکہ احمدی ہر دو میں سے کسی ایک کا انکار بھی اپنی عاقبت کی بربادی جانتے ہیں۔ وہ دشمنان احمدیت کے ہر ظلم کو برداشت کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں مگر یہ پسند نہیں کرتے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ یا آپ کے موعود امام مہدیؑ کا انکار کر کے خدا کے غضب کو مول لیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ۱۹۸۵ء کے انتخاب سے ربوہ کی ٹاؤن کمیٹی کے ممبران اور انتظامیہ یا تو عیسائیوں سے ہیں یا اردگرد کے دیہات سے تعلق رکھنے والے لوگ جو احمدیت مخالف طاقتوں کے ہاتھوں میں کھیلتے رہتے ہیں۔

مقدس لفظ کا غیر محل استعمال

جس صوبائی اسمبلی نے ربوہ کا نام تبدیل کیا وہ اور اس کے وزیر اب اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں۔ اس لئے اس پر مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ مبینہ قرارداد کی تحریر کے اس حصہ پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ: "ربوہ شہر کا نام تبدیل کر کے کاغذات مال کے مطابق چک ڈھکیاں یا کوئی اور نام رکھا اور قرآن کریم کے مقدس لفظ کا استعمال غیر محل اور ممنوع قرار دیا جائے"۔ کیونکہ "ربوہ" لفظ قرآن کریم میں آیا ہے لہذا احمدیوں کی بستی کے لئے اس لفظ کا استعمال غیر محل پر ہے۔

قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام اور نہایت مقدس ہے اس میں تو کوئی شک کی بات نہیں ہے مگر یہ بات محل نظر ہے کہ وہ تمام الفاظ جو قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں۔ وہی الفاظ قرآن کریم سے باہر بھی مقدس ہونگے یا نہیں۔ مثلاً ابلیس، شیطان، کافر، منافق، خنزیر (سور)، خمر (شراب)، فرعون، ہامان، قارون، کلب (کتا) وغیرہ۔

علاوہ ازیں انبیاء علیہم السلام میں سے کچھ کے نام قرآن مجید نے بیان کئے ہیں اور مسلمان ماں باپ اپنے بچوں کے نام ان انبیائے کرام کے نام پر بطور تفاؤل رکھ دیتے ہیں مگر بدقسمتی سے بہت سے ایسے ہیں کہ نیکی اور تقویٰ ان کے پاس سے بھی نہیں گزرتے۔ ایسے لوگوں کے بارہ میں چنیوٹی صاحب خدا جانے کیا حکم صادر فرمائیں گے۔ خود الیاس کا لفظ قرآن کریم میں آیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی کا نام تھا۔ مگر کیا مولوی الیاس چنیوٹی صاحب کا جھوٹ، دروغگوئی، تلبیس، فریب دہی اور افتراء پردازی پر مبنی طرز عمل ان کے نام کا غیر محل ہونا ثابت نہیں کرتا؟ کیا انہیں بھی اپنا نام بدل نہیں لینا چاہئے تاکہ اس مقدس اور بزرگ نام کی توہین نہ ہو اور اس کی بجائے کوئی ایسا نام رکھیں جو ان کے کردار سے مطابقت رکھتا ہو۔

مولوی محمد الیاس چنیوٹی صاحب اور ان کے والد کو ربوہ نام رکھنے پر اتنا جوش آگیا ہے مگر انہوں نے کبھی ان سینما گھروں کے خلاف (جن میں خلافِ تعلیم اسلام و قرآن مجید، ناچ گانا اور فحش فلمیں دکھائی جاتی ہیں) کوئی احتجاج نہیں کیا جن کا نام "فردوس" رکھا گیا ہے۔ 'فردوس' جنت کے ایک اعلیٰ مقام کے طور پر قرآن مجید میں بیان ہوا ہے۔ ربوہ میں تو پانچ وقت کی نماز باجماعت کے علاوہ تہجد اور نوافل ادا ہوتے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر صبح و شام کثرت سے درود پڑھا جاتا ہے مگر یہ انہیں برداشت نہیں۔ البتہ "فردوس" سینما گھر کا نام پسند ہے۔ "فردوس" ایکٹرس سے دلی ہمدردی ہے۔ مولوی صاحب جیلوں کا دور کر کے دیکھیں تو سہی کتنے ہی خطرناک قسم کے مجرم ہیں جن کے نام انبیاء علیہم السلام کے نام پر ہیں اور قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ چنیوٹی صاحب ان کے نام کیوں تبدیل نہیں کرتے؟۔ وہ تو ان مولوی صاحب کو برداشت ہیں کیونکہ ان کے سماج کا حصہ جو ہیں۔ اگر ان میں فی الحقیقت کوئی دینی غیرت اور حمیت ہوتی تو پہلے ان مجرموں کے نام بدلوانے کے لئے قوانین بنواتے۔ پھر سینما گھروں جیسی بیہودہ عمارات کے نام درست کرواتے۔ تمام شہروں اور بستیوں کے مشرکانہ ناموں کو قرآنی اور اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کے لئے قانون بنواتے اور کوشش کرتے کہ ہر نام معنوی اور صوری طور پر قرآنی تعلیم کے مطابق ہو۔ نہ یہ کہ جو نام قرآن میں مذکور ہیں ان کے درپے ہو جاتے۔

انہوں نے ربوہ کا نام پہلے 'صدیق آباد' رکھا، لکھا اور شہرت دی۔ پھر 'نواں قادیاں' نام کا نوٹیفکیشن

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV

You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98. To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.

At the moment, we are running the following offers:

NOKIA 9600 £255+ — Digital LNBs from £19+
HUMAX CI £220+ — Dishes from 35cm to 1.2m

These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.

MAIL ORDER — EXPORT

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com

BANGLA TV — skydigital — SONY Entertainment Television — ZEE TV

+ All prices are exclusive of VAT

جاری ہوا۔ بلدیہ اور عدالت کے سامنے 'نواں قادیاں' لکھ دیا گیا۔ پھر خود ہی بدل کر چناب نگر رکھ دیا۔نام جو بھی ہو حقیقت اس سے بدل نہیں جاتی۔ آخر مولوی محمد الیاس چنیوٹی کے نام میں بھی دو انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی ہیں مگران کے کردار کو ان مقدس ناموں سے کیا نسبت۔ ان مولویوں کی اخبارات میں بیان بازی، پھر اسمبلی میں قراردادوں کا پیش کرنا اور بل کا منظور ہونا، پہلے ایک نام دینا پھر دوسرا۔ کبھی بھی جماعت احمدیہ نے اس لغو کارروائی کا نوٹس نہیں لیا، نہ ہی کوئی احتجاج کیا ہے کہ ہم مکینوں کی مرضی اور خواہش کے خلاف تم کیوں نام بدلتے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مولویوں اور ان کے ہمنواؤں کو پریشانی بلکہ مصیبت پڑی ہوئی ہے کہ احمدیوں نے کوئی احتجاج کیوں نہیں کیا۔

مَا تُخْفِیْ صُدُوْرُھُمْ

مضمون کا تیسرا کالم جوان کے دل کی چھپی ہوئی خواہش کو ظاہر کرتا ہے اور جس سے مولوی صاحب کی "فراست" کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں:

"کیا عیسائی اور یہودی دوسری قوموں کو یہ حق دیں گے کہ وہ ان کی مذہبی اصطلاحات کو استعمال کر سکیں۔اس سے زیادہ امریکیوں اور یہودیوں کی تنگ نظری کیا ہو گی کہ عیسائیوں یا مسلمانوں میں سے کوئی یہودی بننا چاہے تو وہ یہودی نہیں بن سکتا کیونکہ وہ اپنے نسلی یہودیوں ہی کو یہودی تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی چرچ اور پوپ جیسے مذہبی لفظوں سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں۔ اگر کوئی مسلمان اپنی عبادت گاہ کا نام چرچ رکھ لے تو پوری عیسائی دنیا میں صف ماتم بچھ جائے گی"۔

مذکورہ بالا اقتباس کو دوبارہ پڑھئے اور مولوی چنیوٹی صاحب کی ذہانت، فراست، علمیت اور اسلام دوستی کو شاباش دیجئے۔ جنہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ یہودی ایک قومی مذہب سے تعلق رکھنے والے اور بنی اسرائیلی خاندان سے ہیں۔ مولوی صاحب خواہ جتنا چاہیں بنی اسرائیل خاندان سے نہیں ہو سکتے جب تک فی الحقیقت اس خاندان سے نہ ہوں۔ سو نسلی طور پر نہ سہی مگر ان کا عمل و کردار حضرت رسول مقبول ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق یہود ہی کے مشابہ ہے۔ مسیح ناصریؑ کی تکذیب کرنے والے یہودیوں کا جو حال تھا وہی آج مسیح محمدیؑ کے مکذبین علماء کا حال ہے۔ اور حضرت رسول کریمؐ نے پہلے سے اس کی خبر دے دی تھی جب آپؐ نے فرمایا کہ تم یہود کے نقش قدم پر چلو گے۔

(ملاحظہ ہو ترمذی ابواب الایمان باب افتراق هذه الامة اور صحیح بخاری کتا ب الاعتصام بالکتاب والسنة باب قول النبی ؐلتتبعن سنن من کان قبلکم)

خدا تعالیٰ نے تو مسلمانوں کو نماز کی ہر رکعت میں غَیْرِالمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْن کی دعا سکھائی ہے مگر مولوی چنیوٹی صاحب اس کے برخلاف اپنے دل میں یہودی بننے کی خواہش لئے ہوئے معلوم دیتے ہیں۔

یہودیت کے مقابل پر اسلام کی تعلیم عالمگیر اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے۔(اعراف :۱۵۹، سبا :۲۹) اور ہر شخص کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع اور پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (آل عمران:۳۲)۔جب اسلام عالمگیر ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا پیغام اور تعلیم تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے تو مولوی چنیوٹی صاحب کو کس نے حق دیا ہے کہ وہ اسلام کی عالمی اصطلاحات کو استعمال اور اختیار کرنے میں روک بن سکیں۔

باقی رہا مذہبی لفظوں سے دستبردار ہونے کا سوال تو مولوی محمد الیاس چنیوٹی صاحب کو کس نے کہا ہے کہ وہ اسلامی اور مذہبی اصطلاحات سے دستبردار ہو جائیں اور انہیں استعمال نہ کریں۔ جیسا ان کا حق ہے ویسا ہی دوسروں کا بھی حق ہے۔

سچا مسلمان تو کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کی بجائے چرچ کہے۔ اگر مولوی چنیوٹی صاحب کو شوق ہے تو وہ اپنی عبادتگاہ پر چرچ لکھیں یا اس پر صلیب کی مشرکانہ علامت لگادیں کوئی عیسائی بھی ان سے ناراض نہیں ہوگا بلکہ وہ تو خوش ہونگے اور شاید اس سے ان مولوی صاحب کی بیرونی امداد میں بھی اضافہ ہو جائے۔ عمادالدین، عبداللہ آتھم اور پادری عبدالحق جیسے بدبخت مولویوں کی طرح یہ بھی تجربہ کر کے دیکھ لیں کیونکہ ان کا اندرونہ اس فقرہ میں کھل کر سامنے آگیا ہے۔ "دکھ تو یہ ہے کہ ان (احمدیوں۔ ناقل) کے شر سے مذہب عیسائیت بھی نہیں بچ سکا"۔

قصہ مختصر یہ کہ ربوہ، ربوہ ہے اور ربوہ ہی رہے گا۔ خواہ مولوی چنیوٹی اور اس کے ابناء و احفاد اسے جس نام سے چاہیں پکاریں۔اس زمین کو خدا تعالیٰ نے اردگرد سے جو بلندی عطا کی ہے وہ یہ متعصب مولوی چھین نہیں سکتے اور اس زمین کو خدا تعالیٰ نے جو عزت اور سربلندی حقیقی اسلامی خدمات کے نتیجہ میں عطا کی ہے وہ نام کی تبدیلی سے بدل نہیں سکتی۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ وطن عزیز اور ہر پاکستانی کو مفسد ملاؤں کے شر سے بچائے رکھے۔ آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ

(انتصار احمد)

کچھ عرصہ ہوا جماعت احمدیہ کے مخالف علماء کا "ربوہ" کا نام تبدیل کرنے کا مطالبہ تھا اور اس کے لئے صدیق آباد، مصطفیٰ آباد، احمد نگر کے مقابل پر محمد نگر کے نام تجویز ہوئے مگر ان کے مشیروں نے مشورہ دیا کہ ایسے نام تجویز کر کے آپ ظلم کر رہے ہیں۔ان ناموں سے تو واضح تاثر جنم لے گا کہ یہاں کے باسی صداقت شعار اور حق پرست ہیں اور انہیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے والہانہ عشق ہے لہذا کسی کے مشورہ پر ربوہ کا نام "چک ڈھگیاں" رکھنا پسند کیا اور پنجاب اسمبلی میں اچھی خاصی بحث بھی ہوئی مگر پھر کسی اردودان نے انہیں سمجھایا کہ الفاظ و معنی کے لحاظ سے اس کے معنی "ربوہ" ہی بنتے ہیں۔ لہذا علماء کے مشورہ پر یہ نام واپس لے کر "نواں قادیان" رکھا اور حکومت پنجاب کی طرف سے اس کا ریزولیوشن بھی جاری ہو گیا اور "ربوہ" میں مختلف جگہوں پر "نواں قادیان" کے بورڈ بھی آویزاں کر دئے گئے۔ ایک بار پھر ان علماء کو کہا گیا کہ انتہائی کوششوں کے باوجود ایک قادیان سے تو پیچھا چھوٹا نہیں اور اب ہم خود ایک اور قادیان کو اپنے اندر جنم دے رہے ہیں۔ تب خود ہی ان مولوی حضرات نے بشمول مولوی منظور احمد چنیوٹی، والد مولوی الیاس چنیوٹی نے مخالفت شروع کر دی اور آخر کار اس کا نام "چناب نگر" رکھ دیا گیا۔ اور اب بڑی تیزی سے سرکاری اور نیم سرکاری دفاتر میں ربوہ کے نام کو "چناب نگر" میں تبدیل کیا جارہا ہے............

مولوی الیاس کے مضمون "ربوہ سے چناب نگر تک" میں جگہ جگہ ان کی ایک دلیل اپنے ہی مضمون کی دوسری دلیل کو کاٹ رہی ہے اور کم و بیش سارا مضمون اختلاف کا شکار ہے اور اس نام کی تبدیلی کو وہ منفی رجحانات کی کڑی قرار نہیں دے رہے۔ جبکہ اتنے سارے ناموں پر متفق ہونے کے باوجود بار بار تبدیلی منفی تشدد اور عناد و دشمنی کے رجحانات کی کڑی ہیں۔

ربوہ کا نام چناب نگر رکھنے پر مولوی صاحب نے اپنی طرف سے بہت دلائل دئے ہیں جن میں ایک عوامی مطالبہ پر شہروں کے ناموں کی تبدیلی ہے جیسے چوہڑکانہ کا نام فاروق آباد اور لائلپور کا نام فیصل آباد رکھا گیا۔ مولوی صاحب کی یہ دلیل ان ہی کے مضمون کی ایک اور دلیل کو رد کر رہی ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ قادیانی دراصل "ربوہ" بستی کے بارہ میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے یہاں اس طرح اپنا بچپن گزارا جیسے حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ نے اس جگہ گزارا جس کو قرآن کریم نے "ربوہ" کے نام سے یاد کیا ہے۔اس طرح قادیانی دوسرے مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہوتے ہیں۔ میں مولوی صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حضرت عمر فاروق اور شاہ فیصل نے اپنا بچپن بالترتیب فاروق آباد اور فیصل آباد میں گزارا جس کی وجہ سے ان مقامات کے نام تبدیل کر دئے گئے۔ یقیناً نہیں۔ والدین اپنے بچوں کے نام انبیاء کرام کے ناموں پر رکھتے ہیں جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں۔ کیا وہ نبی اپنا بچپن ان کے گھر گزار چکا ہوتا ہے؟ اور کیا قرآن میں بیان کردہ مقدس ناموں کو رکھنا توہین قرآن ہوگا؟ مثلاً اگر کوئی یہودی یا عیسائی "ابراہیم"، "داؤد" نام رکھ لیتا ہے جو کہ قرآن میں بیان ہوئے ہیں تو کیا یہ توہین قرآن ہے ؟

مولوی الیاس صاحب اور ان کے والد منظور چنیوٹی گاہے بگاہے احمدیت کے بارہ میں بہت سے رونے روتے رہتے ہیں مثلاً کبھی کہتے ہیں کہ دنیا کے کونے کونے تک ان کا پیچھا کریں گے اور کبھی یہ مطالبہ کرتے نظر آتے ہیں کہ کلیدی عہدوں سے انہیں فارغ کیا جائے جیسا کہ اوصاف اور دیگر اخبارات میں ان کے بیانات متواتر شائع ہو رہے ہیں۔

مولوی صاحب! جب بقول آپ کے احمدیت دنیا کے کونے کونے میں پھیلی ہی نہیں تو پھر دنیا کے کونے کونے میں ان کا پیچھا کرنے کہاں جاؤ گے۔ اور اس کی ضرورت کیا ہے؟ آپ کیوں اپنی توانائیاں اور وقت ضائع کرتے ہیں۔ جہاں تک کلیدی عہدوں سے ہٹانے کی بات ہے تو بتائیں کہ ان پر تعینات احمدی احباب کے خلاف کبھی آپ نے لوٹ کھسوٹ کا مقدمہ بنتے سنا، کبھی رشوت لینے کا کیس سامنے آیا، کبھی کسی احمدی کو ڈیفالٹر قرار دیا گیا؟ ہرگز نہیں۔ یہ ہیں وہ چناب نگری صفات جو پھیلتے پھیلتے ساری دنیا کے احمدیوں میں رچ بس چکی ہیں۔ مولوی الیاس صاحب! اپنے ہی تحریر کردہ شعر کو اپنے اوپر چسپاں کر کے دیکھ لیں۔

کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
FOR ALL YOUR PHARMAECUTICAL NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

ھمہ عیسائیاں راازمقال خود مدد دادند

(ابو لبیب)

مولوی محمد الیاس چنیوٹی صاحب نے روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد میں شائع شدہ اپنے مضمون "ربوہ سے چناب نگر تک" میں احمدیت کی دشمنی میں تثلیث اور الوہیت مسیح کے قائل عیسائیوں سے بیحد ہمدردی جتاتے ہوئے اس بات پر بہت دکھ کا اظہار کیا ہے کہ جماعت احمدیہ نے مذہب عیسائیت پر بڑی تنقید کی ہے۔ ان کے اس مضمون کے اصل الفاظ یہ ہیں:

"عجیب بات یہ ہے کہ قادیانی جماعت نے گزشتہ ایک سو سالہ لٹریچر میں دنیا کے تمام مذاہب کے بارے میں ایک ایسی تنقید کی بنیاد ڈالی ہے کہ جسے ہم نہ صرف فکر باطل بلکہ مذاہب کے خلاف سازش کہہ سکتے ہیں۔ دکھ تو یہ ہے کہ ان کے شر سے مذہب عیسائیت بھی نہیں بچ سکا"۔

مولوی صاحب مذکور اس وقت اپنے اس دوسرے افتراء کو بھول گئے ہیں جو یہ احمدیت کے خلاف بہت اچھالا کرتے تھے کہ (نعوذباللہ من ذلک) احمدیت انگریز کا خود کاشتہ پودا اور عیسائیوں کی ایجنٹ ہے۔ انہیں اپنے اس مضمون میں یہ اعتراف کرنا پڑا ہے کہ احمدیہ علم کلام نے آج کی عیسائیت پر کاری ضرب لگائی ہے۔ چنیوٹی صاحب اپنے معیار علم و ذہانت کے مطابق اسے "فکر باطل" اور "مذاہب کے خلاف سازش" قرار دے رہے ہیں لیکن انہیں اندر سے یہ احساس ہے کہ عیسائیت پر اس کا حملہ بہت سخت ہے۔

احمدیہ علم کلام کی بنیاد حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تحریرات پر ہے۔ آپؑ نے جس زمانہ میں احیاء اسلام کی مہم خدا کے اذن سے اپنے ہاتھ میں لی اس دور میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان اپنے دین سے ارتداد اختیار کر کے عیسائیت کے حلقہ بگوش ہو رہے تھے اور صرف عوام ہی نہیں بلکہ کئی مسلمان علماء کو بھی چنیوٹی صاحب کی طرح عیسائیت سے ہمدردی پیدا ہو چکی تھی اور وہ یسوع مسیح کی خدائی کے قائل ہو کر حضرت محمد مصطفیٰؐ کی بجائے یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ سمجھنے لگ گئے تھے۔ اس میں خود مسلمان مولویوں کے حیات مسیح، رفع عیسیٰؑ اور آخری زمانہ میں ان کے بجسد عنصری دوبارہ نزول جیسے فاسد عقیدوں کا بہت دخل تھا۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے قرآن و حدیث اور بائبل اور تاریخی شواہد اور عقل و نقل کے ذریعہ یہ ثابت فرمایا کہ حضرت مسیح خدا نہیں تھے، نہ خدا کے بیٹے تھے۔ وہ زندہ آسمان پر نہیں چڑھے بلکہ حسب وعدۂ الٰہی طبعی وفات پا کر زمین میں مدفون ہوئے۔ آپؑ کے زبردست دلائل، روشن نشانات اور پادریوں کو کھلم کھلا چیلنجز نے عیسائی دنیا میں ایک کھلبلی مچا دی۔ آپؑ نے موجودہ عیسائیت پر ایسے تابڑ توڑ حملے کئے اور ایسے علم کلام کی بنیاد ڈالی کہ آج بھی بڑے بڑے عیسائی پادری احمدیوں سے بحث کرنے سے کتراتے ہیں۔ مگر مسلمانوں میں سے صرف مولوی چنیوٹی صاحب اور ان کے ہم عقیدہ مسلمان ہی عیسائیوں کا شکار بنتے ہیں کیونکہ:

"ھمہ عیسائیاں راازمقال خود مدد دادند"۔ (یہ لوگ اپنی باتوں سے خود عیسائیوں کو مدد مہیا کرتے ہیں)۔

مولوی الیاس چنیوٹی صاحب کا مقام ان کی اپنی نظر میں جو بھی ہو عوام الناس کے نزدیک وہ ہندوستان کے گزشتہ اکابر علماء کی خاک کے برابر بھی نہیں۔ ہم بجائے اس کے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے علم کلام اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں اور اسلام کے حق میں آپ کی پرشوکت تحریرات کے سلسلہ میں اپنے پاس سے کچھ کہیں ہندوستان کے اس دور کے بعض جید علماء و محققین کے بیانات ذیل میں درج کرتے ہیں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ "فکر باطل" اور "مذاہب کے خلاف سازش" کے الفاظ مولوی الیاس چنیوٹی صاحب کی تحریرات و افکار پر ہی اطلاق پاتے ہیں۔ نہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر۔

☆......☆......☆

مولانا ابوالکلام آزاد مدیر "وکیل" امرتسر چوٹی کے لکھنے والے تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر لکھا:

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے۔ جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شور قیامت ہو کر خفتگان ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ .... ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو، ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا۔

ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔

......مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جب کہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے۔ ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ میں تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود نہ تھا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا۔ اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔ انہوں نے مدافعت کا پہلو بدل کر مغلوب کو غالب بنا کے دکھا دیا ہے"۔

مولوی چنیوٹی صاحب جسے 'فکر باطل' اور 'مذاہب کے خلاف سازش' قرار دے رہے ہیں اس علم کلام کی بابت وقت کے چوٹی کے مسلمان قلمکار یہ لکھ رہے تھے کہ اسلام کا ایسا دفاع اس سے ہوا کہ عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا اور مغلوب ہو کر غالب بنا کے دکھا دیا اور صرف ایک نہیں اسلام کے ہر دشمن کو بحجت پامال کر کے دکھایا۔ چنانچہ ابوالکلام آزاد مزید لکھتے ہیں:

"اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی خاص خدمت سرانجام دی ہے۔ ان آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کس درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں"۔

پھر لکھتے ہیں:

"آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہش محض اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صرف کر دے"۔

پھر اخبار "وکیل" میں ۳۰ر مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایک مقالہ لکھا گیا جس میں مقالہ نگار نے تحریر کیا کہ: "..........اسلام اپنے گہرے رنگ کے ساتھ اس پر چھایا ہوا ہے کبھی وہ آریوں سے مباحثہ کرتا ہے کبھی حمایت اور حقیقت اسلام میں وہ بسیط کتابیں لکھتا ہے۔ ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیار پور جو مباحثات انہوں نے کئے ان کا لطف اب تک دلوں سے محو نہیں ہوا۔ غیر مذاہب کی تردید میں اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی تھیں ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ اب تک نہیں اترا"۔

یہ مسلمان مشاہیر اور چوٹی کے علماء جو تقویٰ کا نام جانتے تھے، جو انصاف پسند تھے، جن کا مذاق بہت اعلیٰ تھا، جن کی تحریریں آج بھی سند ہیں یہ ان کے تاثرات ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات اور ان کے اثرات کے متعلق مرزا حیرت دہلوی ایڈیٹر اخبار "کرزن گزٹ" یکم جون ۱۹۰۸ء کو اپنے پرچہ میں لکھتے ہیں:

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذاہب کی رد میں لکھی گئی ہیں اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے گئے آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے تو نہیں دیکھا.................. اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ سارے ہند میں اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں"۔

"صادق الاخبار" ریواڑی بہاولپور لکھتا ہے:

"مرزا صاحب نے اپنی پرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا اور کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کا کماحقہ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامئی اسلام اور معین المسلمین فاضل اجل عالم بے بدل کی ناگہانی اور بے وقت موت پر افسوس کیا جائے"۔

(بحوالہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ صفحہ ۳۸۲۔ ۱۹۰۸ء)

مولوی ظفر علی خان جیسے مخالف احمدیت کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں ایک عجیب قوت تھی۔ وہ لکھتے ہیں:

"ہندو اور عیسائی مذہبوں کا مقابلہ مرزا صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ کیا ہے۔ آپ کی تصانیف "سرمہ چشم آریہ" اور "چشمۂ مسیحی" وغیرہ آریہ سماجیوں اور مسیحیوں کے خلاف نہایت اچھی کتابیں لکھی ہیں"۔ (زمیندار ۱۲ر ستمبر ۱۹۲۳ء)

مرزا حیرت دہلوی صاحب اور دیگر مسلم اکابرین کل تک جس احمدیہ علم کلام پر نازاں تھے آج مولوی چنیوٹی صاحب کے لئے وہی بات نہایت دکھ اور تکلیف کا موجب ہے۔ قارئین ان اکابرین کے اعترافات کی روشنی میں خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ابوالکلام آزاد اور مرزا حیرت دہلوی اور چنیوٹی صاحب میں سے کون اسلام کا ہمدرد ہے اور کون اسلام کا اندرونی دشمن!؟

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمارا پتہ ہے:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

گلشن احمد نرسری کا سووینئر ۲۰۰۰ء

گلشن احمد نرسری کا "سووینئر ۲۰۰۰ء" بڑے سائز کے ۴۸ر صفحات رنگین تصاویر اور مضامین پر مشتمل ہے۔ سووینئر میں نرسری کی کامیابیوں کی تصویر کشی کی عمدہ کوشش کی گئی ہے اور اس میں پودوں کی دیکھ بھال اور دیگر اہم معلومات سے متعلق قیمتی مضامین بھی شامل کئے گئے ہیں۔ تاہم یہ بات یقینی ہے کہ نرسری کی دلکشی کو کاغذ پر قلم کی زبان میں بیان کرنا ناممکن ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۰ر ستمبر ۱۹۴۸ء کو ربوہ کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا تھا: "یہ زمین ہم نے پہاڑی ٹیلوں کے درمیان اسلئے خریدی ہے کہ میری رؤیا اس زمین کے متعلق تھی...... مَیں یہاں آیا اور مَیں نے کہا ٹھیک ہے خواب میں جو مَیں نے مقام دیکھا تھا اُسکے اردگرد بھی اسی قسم کے پہاڑی ٹیلے تھے صرف ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ مَیں نے اس میدان میں گھاس دیکھا تھا مگر یہ چٹیل میدان ہے۔ ...... ممکن ہے ہمارے آنے کے بعد اللہ تعالیٰ یہاں گھاس بھی پیدا کردے اور اس رقبہ کو سبزہ زار بنادے"۔

چنانچہ سووینئر میں خشک میدان میں ربوہ کی ابتدائی آبادی کے خیمہ جات کی تصویر کے ساتھ موجودہ ربوہ میں بنے ہوئے پختہ مکانات کے ساتھ لہلہاتے ہوئے درختوں کی فضائی تصویر بھی پیش کی گئی ہے۔

گلشن احمد نرسری کے انچارج مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب پیش لفظ میں لکھتے ہیں کہ نرسری سرزمین ربوہ پر سبز انقلاب کی منزل کو قریب تر لے آئی ہے۔ اب بنجر اور ریتلی زمین گل و گلزار ہوچکی ہے اور جہاں کیکر بھی بمشکل اگتا تھا آج وہاں سوات، کشمیر اور یورپ کے علاقوں میں اگنے والے پودے بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ نرسری میں سینکڑوں اقسام کے پانچ لاکھ پودے موجود ہیں۔ اس وقت بادام، سیب، خوبانی، آلو بخارا، انار، آم، جامن، شہتوت، پپیتا، فالسہ، لہسوڑہ، امرود، لیموں، کینو میٹھا، ریڈبلڈ، مالٹا، آلوچہ، انجیر، کیلا، انگور، کھجور، زیتون اور کئی غیر ملکی پودے پھل دے رہے ہیں۔ اسی طرح کالی مرچ، سبز الائچی، سٹرابری کے پودے بھی پھل دینے کے لئے تیار ہیں۔ ربوہ میں پام کی متعدد اقسام گملوں کی زینت ہیں اور پھولوں کے ساٹھ ہزار سے زائد گملے اور سینکڑوں اقسام کے پانچ لاکھ پودے نرسری میں موجود ہیں۔ آج ربوہ اپنی بہار میں بھی حقیقتاً "گلشن احمد" کا نظارہ پیش کررہا ہے۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے ۱۵ر مارچ ۱۹۸۴ء کو شام پانچ بجے جامن کا پودا لگاکر نرسری کا افتتاح کیا تھا۔ حضور انور کی پودا لگاتے ہوئے کی تصویر بھی سووینئر کی زینت ہے اور جامن کے اُس درخت کی ایک تصویر بھی جو امسال مارچ میں اتاری گئی۔ مکرم اسداللہ غالب صاحب کے مضمون میں نرسری کی تاریخ پیش کی گئی ہے۔

گلشن احمد نرسری کے نگرانوں میں مکرم پروفیسر صادق علی صاحب اور مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب کے نام قابل ذکر ہیں جبکہ تزئین کمیٹی ربوہ کی صدارت کے فرائض سرانجام دینے والوں میں مکرم ملک شفیق احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب اور مکرم سید طاہر احمد شاہ صاحب کے اسماء شامل ہیں جبکہ مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب نے بھی چند ماہ قائمقام صدر کے طور پر یہ ذمہ داری ادا کی۔ گلشن احمد نرسری کا شمار ملک کی بہترین نرسریوں میں ہوتا ہے۔

.....❀.....❀.....❀.....

حضرت مولوی فضل دین صاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹ر اگست ۹۹ء میں مکرمہ طاہرہ جبیں صاحبہ کے قلم سے حضرت حافظ مولوی فضل دین صاحب کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔ آپ کھاریاں کے زمیندار طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ تحصیل علم کی خاطر آپ ہندوستان کے مختلف مدارس میں رہے اور پھر ایک مسجد کی امامت سنبھال کر درس و تدریس کا کام شروع کردیا۔ جب کھاریاں میں عیسائیت کا تبلیغی مشن قائم ہوا تو آپ بہت پریشان ہوئے اور خاص دعائیں خود بھی شروع کیں اور دوسروں سے بھی کروائیں۔ ایک روز کسی نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت کا اشتہار پہنچایا۔ آپ نے وہ اشتہار تحقیق کی غرض سے حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کو دیا، جو قادیان گئے اور بیعت کرکے واپس آکر آپ کو بتایا تو غالباً ۱۸۹۲ء میں آپ نے بھی بیعت کرلی۔ جب حضور مقدمہ کے سلسلہ میں جہلم تشریف لے گئے تو راستہ میں کھاریاں کے اسٹیشن پر بھی گاڑی رکی اور بہت سے لوگوں نے حضور کی بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپؓ بہت خاموش طبع، درویش صفت اور جید عالم تھے۔ آپؓ کے غیر احمدیوں سے کئی مناظرے بھی ہوئے جن میں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپؓ کو فتح سے نوازا اور کئی سعید روحوں نے احمدیت قبول کی۔

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں آپؓ قادیان تشریف لے گئے۔ رات دیر سے لنگر پہنچے تو کھانا تقسیم ہوچکا تھا۔ آپ کھانا کھائے بغیر سوگئے۔ آدھی رات کو شور ہوا کہ کونسا مہمان بھوکا ہے کیونکہ حضرت اقدس کو یہ الہام ہوا ہے "اطعموا الجائع" کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ چنانچہ آپؓ کو جگاکر کھانا کھلایا گیا۔ اگلے روز لوگوں کے اصرار پر آپؓ کو کھڑا کرکے لوگوں کو دکھایا گیا کہ اس درویش منش انسان کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے کو اطلاع دی تھی۔

جب طاعون پھیلی تو سب لوگ اپنے گھربار چھوڑ کر کھلے میدانوں میں چلے گئے لیکن آپؓ کے گھر اور گلی میں طاعون کی بو تک نہ تھی۔

ایک بار آپؓ دو ماہ کیلئے قادیان تشریف لے گئے تو حضور علیہ السلام نے آپؓ کو مدرسہ احمدیہ کا مدرس مقرر فرمادیا۔ ۱۹۳۲ء میں جب آپؓ کی وفات ہوئی تو اس وقت آپ امیر ضلع گجرات تھے۔

.....❀.....❀.....❀.....

ایک مخلص افغان خاندان

محترمہ عائشہ پٹھانی مرحومہ افغانستان کے قصبہ سیدگاہ خوست میں محترم عبدالغفار صاحب افغان کے ہاں پیدا ہوئیں۔ حضرت مولوی عبدالستار خان صاحب المعروف بزرگ صاحب اور محترم محمد مہروز خان صاحب المعروف ملا میرو صاحب آپ کے چچا تھے۔ آپ کی زندگی کی ایمان افروز داستان آپ کی زبانی روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۹ و ۲۱ر جون ۹۹ء میں شامل اشاعت ہے جسے آپ کی بیٹی محترمہ امۃ الباسط صاحبہ نے قلمبند کیا ہے۔

محترمہ عائشہ پٹھانی صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میری پیدائش کے فوراً بعد میری والدہ صاحبہ کی وفات ہوگئی تو پہلے میری دادی نے اور پھر میرے چچا محترم محمد مہروز خانصاحب نے ہی میری پرورش کی۔ میں ابھی کمسن ہی تھی جب میرے والد اور چچا نے ایک روز گھر میں یہ ذکر کیا کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب نے آج درس قرآن کریم کے بعد فرمایا ہے کہ میں نے مشرق، مغرب، شمال اور جنوب ہر سمت غور و فکر کے بعد حضرت مرزا صاحب کو مہدی موعود مانا ہے اور وہ سچے مامور من اللہ ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کو گمراہی کے گڑھے سے نکالنے کیلئے مبعوث فرمایا ہے اسلئے میں آپ سب کو دعوت حق پہنچاتا ہوں کہ آپ بھی مامور زمانہ مہدی موعود پر ایمان لے آئیں۔

میرے والد اور چچا حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کے مریدان خاص میں سے تھے۔ وہ پانچوں نمازیں اُن کی امامت میں ادا کرتے اور روزانہ عصر کے بعد سے مغرب تک اُن کے درس القرآن و حدیث میں شامل ہوتے۔ کبھی کبھی مجھے بھی ہمراہ لے جاتے اور درس کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کی خدمت میں بغرض دعا اور دست شفقت پھیرنے کے لئے پیش کردیتے۔ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ نہایت مشفق انسان تھے۔ آپ کا چہرہ نہایت نورانی تھا۔ چونکہ میرے والد اور چچا صاحبان حضرت صاحبزادہ صاحبؓ سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے لہٰذا انہوں نے فوراً ہی صدق دل سے حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کو اپنے پختہ ایمان لانے کے اقرار سے آگاہ کردیا۔

ایک روز حضرت صاحبزادہ صاحب اپنی درسگاہ میں جو قصبہ سیدگاہ سے تھوڑے ہی فاصلہ پر تھی درس قرآن کریم دے رہے تھے۔ دورانِ درس آپؓ نے فرمایا کہ لوگو! یہی زمانہ حضرت مہدی موعود کے نزول کا ہے، تم کیوں ایمان نہیں لاتے کہ مہدی موعود قادیان میں مبعوث ہوچکے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی شہادت کے کچھ عرصہ بعد میرے والد اور بڑے چچا المعروف بزرگ صاحب نے خود تو قادیان جاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کرلی جبکہ دوسرے چچا محترم مہروز خانصاحب کو افغانستان میں ہی رہ کر حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کے اہل و عیال کی مدد کرنے کی تاکید کی۔

قریباً 1909ء میں میرے والد محترم جب مجھ سے ملاقات کے لئے قادیان سے سیدگاہ تشریف لے گئے تو میں نے ایک خواب دیکھنے کے بعد اپنے والد کے ہمراہ قادیان جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ جبکہ اس سے قبل وہ مجھے لینے کے لئے دوبار قادیان سے آئے تھے لیکن مَیں نے جانے سے انکار کردیا تھا۔ اس دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت نورانی چہرے والے باریش بزرگ مجھے اپنے ہاتھ ہلا ہلا کر اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ چنانچہ میں اپنے والد کے ہمراہ قادیان آگئی۔

اُن دنوں چند لوگ مل کر قافلہ کی صورت میں سفر کیا کرتے تھے۔ ہمارا قافلہ کئی روز مسلسل سفر کرکے پھر بنوں پہنچا۔ اس دوران مسلسل پیدل چلنے سے میرے پاؤں زخمی ہوکر اُن میں آبلے پڑ گئے تھے۔ میرے والد مجھے کھانا بھی پیٹ بھر کر نہ کھلاتے تاکہ کہیں پیٹ کی تکلیف نہ ہوجائے اور اس طرح ہم قافلہ سے پیچھے رہ جائیں۔

بنوں میں میرے والد کے ایک دوست اور حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کے ایک مرید رہتے تھے۔ میرے والد مجھے اُن کے گھر لے گئے تاکہ رات آرام سے گزر جائے اور اُس دوست کو تبلیغ بھی ہو جائے۔ مغرب کے وقت جب میرے والد مجھے گھر میں چھوڑ کر مغرب کی نماز پڑھنے کے لئے چلے گئے تو خاتون خانہ نے میرے سامنے کھانا رکھا اور کہا کہ دیکھو تمہارا باپ تمہیں قادیان لے جارہا ہے جہاں وہ تمہیں مرزائی بنادے گا۔ اگر تم نے قادیان جاکر مرزائی ہونا ہے تو ہمارا کھانا نہ کھاؤ۔ ہاں اگر تم قادیان جانے سے انکار کردو تو میں اپنے خادم کو تمہارے ساتھ روانہ کرکے تمہیں تمہارے چچا اور چچی کے پاس سیدگاہ بھجوادوں گی۔ یہ سنتے ہی میرا چہرہ غیرت سے سرخ ہوگیا اور میں نے پہلے لقمہ کے لئے بڑھایا ہوا اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا اور گھر سے باہر دروازہ پر آکر اپنے والد صاحب کا انتظار کرنے لگی۔ جب والد صاحب واپس آئے تو میں نے کہہ دیا کہ میں نہ اس گھر میں رہوں گی نہ یہاں سے کھانا کھاؤں گی۔ جب والد صاحب نے پوری بات سنی تو وہ مجھے لے کر گھر

والوں کو کچھ کہے سنے بغیر چل پڑے اور تھوڑے فاصلہ پر واقع ایک جھونپڑی میں رات بسر کی۔ اگلی صبح اپنے سفر پر پیدل روانہ ہوگئے اور کئی روز کی مسافت کے بعد میانوالی پہنچے۔ کشتیوں کے ذریعہ دریا عبور کرکے پھر سفر کرکے بٹالہ پہنچے اور یہاں سے پیدل قادیان آگئے۔

میرے والد مجھے لے کر میرے بڑے بھائی محترم محمد عبداللہ خانصاحب افغان کے گھر لے آئے، جو مجھ سے دس سال بڑے تھے اور پہلے ہی قادیان آچکے تھے۔ ان کی شادی 1909ء میں ایک غیر پٹھان عورت سے ہوئی تھی۔ مجھے بھاوجہ محترمہ اکثر گھر میں اکیلی چھوڑ کر کام پر چلی جاتی تھیں اور بھائی صاحب بھی نواب صاحب کے ہاں کام پر چلے جاتے تھے۔ ایسے میں جب میں گھر میں اکیلی ہوتی تو ہمسایہ گھروں کے بچے میرے زبان نہ سمجھنے کی وجہ سے پاگل پاگل کہہ کر مجھے تنگ کرتے۔ میں خاموش رہتی اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتی کہ اے خدا میں تیری رضا اور خوشنودی حاصل کرنے اور حق کی تلاش میں آئی ہوں، مجھ پر جو بھی بیت رہی ہے اسے برداشت کرنے اور صبر کرنے کی توفیق عطا فرما۔ دو سال اسی تکلیف دہ ماحول میں گزرے اور اس کا اثر میری صحت پر بہت برا پڑا اور میں بیمار رہنے لگی۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا کہ اگر ان کی شادی کسی پختون سے کردی جائے تو ماحول کی گھٹن کم ہو جائے گی تو اس سے اس کی صحت پر اچھا اثر پڑ سکتا ہے۔ اس بات کا جب میرے والد صاحب کو پتہ چلا تو انہوں نے کہا، حضور میری بچی ابھی چھوٹی ہے شادی کے قابل نہیں ہے۔ میں چونکہ بہت قد آور اور جسیم تھی اس لئے اپنی عمر سے کافی بڑی لگتی تھی۔ تقریباً دو سال گزرنے کے بعد میری شادی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے مولوی غلام رسول صاحب افغان سے کردی جو 1902ء میں نوجوانی کے عالم میں افغانستان سے ہجرت کرکے قادیان آگئے تھے۔ آپ احمدیت کے فدائی تھے باوجودیکہ ان کے والد صاحب بار بار واپس آنے کے لئے پیغام بھیج چکے تھے اور ایک بار خود بھی انہیں لینے آئے تھے، لیکن انہوں نے ہر بار یہ کہہ کر انکار کردیا کہ اب میں قادیان سے واپس نہیں جاؤں گا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے سمجھانے پر آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ واپس جانے پر رضامند ہوگئے تاکہ اپنی منگنی کے بارہ میں فیصلہ کرسکیں کیونکہ ان کے والد صاحب نے اپنے گاؤں میں بچپن میں ہی منگنی طے کر رکھی تھی۔ انہوں نے یہ کہہ کر رشتہ ختم کردیا کہ میں ابھی دینی علوم سیکھ رہا ہوں۔

چونکہ میرے خاوند مولوی غلام رسول صاحب افغان حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے قریبی شاگردوں میں سے تھے اور حضورؓ انہیں بیٹوں کی طرح عزیز رکھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے میرے والد سے مولوی غلام رسول افغان کے لئے خود رشتہ طلب کیا اور اپنی بہو بناکر اپنے گھر میں لائے اور شادی کے تمام اخراجات خود برداشت کئے۔ کچھ عرصہ بعد میرے خاوند علیحدہ مکان لے کر مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ تاہم حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ہمیشہ مجھ پر دست شفقت رکھا۔ جب میرے ہاں پہلی بیٹی زینب کی ولادت ہوئی تو کمال شفقت کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الاول خود گھر تشریف لائے، بچی کے کان میں اذان دی، نام تجویز فرمایا اور چالیس دن تک باقاعدہ اپنے گھر سے مرغ کی یخنی بنواکر بھجواتے رہے۔

چند ماہ بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا وصال ہوگیا اور خلافت ثانیہ کا ظہور عمل میں آیا۔ میری بیٹی زینب کی صحت بہت اچھی تھی۔ میں اکثر حضرت اماں جان کی خدمت میں بیٹی کو ساتھ لے کر حاضر ہوا کرتی تھی۔ حضرت اماں جان نے میری بیٹی زینب کی صحت کو دیکھ کر اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ میں اپنے پوتے میاں ظفر احمد ابن حضرت میاں شریف احمد صاحب کو تمہارا دودھ پلوانا چاہتی ہوں۔ جس پر میں نے کہا میں اپنے خاوند سے اجازت لے کر بتاؤں گی۔ بھلا عقیدت و احترام کے جذبہ انتہا کی وجہ سے انکار کی مجال کس کو تھی لیکن میرے خاوند نے کہا کہ جس طرح عرب میں رواج تھا کہ عورتیں بچوں کو اپنے گھر میں لے آیا کرتی تھیں۔ تم بھی میاں صاحب کو اپنے گھر لے آؤ۔ یہ سن کر حضرت اماں جان نے فرمایا کہ وہاں بھی آپ کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں۔ میں یہاں اپنے گھر سے ملحقہ علیحدہ مکان میں انتظام کردیتی ہوں تاکہ بچے کی والدہ کو بھی تسلّی رہے۔ میرے خاوند نے دودھ پلانے کی اجازت دی۔ اس طرح مجھے خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے ایک نونہال کی رضاعی ماں ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ علاوہ ازیں محترمہ صاحبزادی امۃالرشید صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی رضاعی ماں ہونے کا شرف بھی مجھے حاصل ہوا۔

میری پرورش چونکہ ایک جاہل معاشرہ میں ہوئی تھی اسلئے میں علم کی روشنی سے محروم تھی۔ لیکن قرآنی علوم حاصل کرنے کا مجھے بے حد شوق تھا اس لئے ہر وقت یہ دعا کرتی تھی کہ اے خدا مجھے قرآن پاک پڑھنے کی توفیق دے اور اس نور سے میرے سینے کو منور فرما تاکہ میں اس علم کے فیوض و برکات دوسروں تک بھی پہنچاؤں۔ سو جب میری پہلی بیٹی زینب چھ برس کی تھی اسے قرآن حکیم ناظرہ پڑھنے کے لئے استانی زینب صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالرحمان صاحب مصری کے پاس بٹھایا تو ساتھ ہی میں خود بھی شاگرد بن کر بیٹھ گئی۔ میں جلدی جلدی گھر کا کام کاج نپٹا کر باقاعدگی سے قرآن حکیم پڑھنے کے لئے بیٹی کے ہمراہ چلی جاتی۔ چنانچہ میں نے خدا کے فضل سے اپنی بیٹی زینب سے تین ماہ پہلے ہی قرآن کریم ختم کرلیا۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ میری والدہ محترمہ عائشہ پٹھانی صاحبہ نے قادیان میں بھی اور پھر پاکستان آکر بھی تدریس قرآن کریم کا سلسلہ تسلسل سے جاری رکھا اور وفات کے دن تک کبھی اسے منقطع نہ ہونے دیا۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے بلکہ مجھے وصیت بھی کی کہ یہ سلسلہ آپ کی وفات کے بعد بھی ضرور جاری رکھوں۔ ایک وقت میں پچاس تک بچے بھی صبح و شام آپ سے قرآن پڑھنے آتے تھے لیکن آپ نے کبھی کسی بچے سے معاوضہ کا مطالبہ یا لالچ نہیں کیا بلکہ جس قدر زیادہ بچے پڑھنے آتے اتنا ہی آپ روحانی خوشی محسوس کرتیں۔ آپ کے پاس غرباء کے ایسے بچے بھی پڑھنے کیلئے آتے تھے جن کے کپڑے بدبودار اور خستہ حال ہوتے تھے۔ آپ اپنے ہاتھوں سے اُن کے کپڑے دھوتیں تاکہ وہ صاف ستھرے ہوکر قرآن کریم پڑھ سکیں۔ بہت سے بچوں کو نئے کپڑے بھی بنواکر دیئے۔ آپ کے بہت سے احمدی اور غیر احمدی شاگرد اس وقت بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔

آپ اپنی نمازیں اور تہجد پابندی سے ادا کرتیں۔ نہ صرف اپنا چندہ بروقت ادا کرتیں بلکہ اپنے ملنے کے لئے آنے والیوں سے بھی چندہ لیا کرتیں۔ ہالینڈ کی مسجد کے لئے جب تحریک ہوئی تو آپ نے گھر گھر جاکر اپنے احمدی اور غیر احمدی شاگردوں سے رقم اکٹھی کرکے مرکز میں ارسال کی۔ سب ہی آپ کا بہت احترام کرتے۔

آپ صاحب رؤیا و کشوف تھیں۔ ایک دفعہ جب محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب (المعروف ایم ایم احمد) کی والدہ محترمہ نے آپ سے یہ کہا کہ میرا بیٹا مقابلہ کے امتحان کی تیاری کر رہا ہے، دعا کرو وہ پاس ہو جائے تو آپ کو دعا کے نتیجہ میں بتادیا گیا کہ محترم مرزا مظفر احمد صاحب مقابلہ کے امتحان میں پاس ہوگئے ہیں۔ چنانچہ آپ اگلی صبح حضرت امّ مظفر کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنی خواب بیان کی۔ وہ مسکرائیں اور فرمایا کہ ابھی تو مقابلہ کا امتحان ہی نہیں ہوا۔ آپ نے کہا کہ امتحان چاہے جب بھی ہو، میرے مولا کریم نے مجھے بتادیا ہے کہ آپ کا بیٹا پاس ہے۔

ایک دفعہ قادیان میں حضرت اماں جانؓ کا کچھ زیور چوری ہوگیا تو حضرت امّ طاہرؓ نے آپ سے فرمایا کہ مَیں حضرت اماں جانؓ کے نزدیک ہونے کی وجہ سے بہت پریشان ہوں، میرے ملازم بھی حضرت اماں جانؓ کے گھر آتے جاتے ہیں، تم دعا کرو کہ اللہ غیب سے ایسا سامان پیدا کرے کہ چوری کا سراغ مل جائے۔ آپ نے کئی روز تک دعا کی تو خواب دیکھا کہ ایک ملازم لڑکا جو کسی گاؤں سے آیا تھا باغ میں گڑھا کھود کر زیور دفن کر رہا ہے۔ آپ نے یہ خواب حضرت امّ طاہرؓ سے بیان کی۔ انہوں نے اُس لڑکے کو بلا کر پیار سے سمجھایا تو وہ اپنی غلطی مان گیا اور اس طرح زیور مل گیا۔

محترمہ صاحبزادی امۃالرشید صاحبہ اپنے بچپن کا یہ واقعہ بیان کرتی ہیں کہ رمضان کی ایک رات جب ہم بچے صحن میں سوئے ہوئے تھے اور حضرت امّ طاہر اور محترمہ عائشہ پٹھانی صاحبہ وہیں عبادت میں مشغول تھیں تو مَیں نے دیکھا کہ چندھیا دینے والی روشنی سے ہمارا صحن منور ہوگیا ہے۔ مجھے خیال آیا کہ یہ لیلۃالقدر کی روشنی ہے۔ مَیں نے لیٹے لیٹے شور مچادیا کہ میرے لئے دعا کریں۔ بعد میں عائشہ پٹھانی نے بتایا کہ یہ روشنی اُن کو بھی نظر آئی تھی اور وہ اُس وقت میاں طاہر احمد صاحب کے لئے دعا کر رہی تھیں۔ حضرت امّ طاہرؓ کہتی تھیں کہ مَیں بھی یہ روشنی دیکھ رہی تھی جو چند سیکنڈ تک رہی، رشید کے بولنے نے مجھے سب کچھ بھلادیا اور مَیں نے اس کیلئے دعا کرنی شروع کردی۔

محترمہ عائشہ پٹھانی صاحبہ کی وفات ۳؍اپریل ۱۹۸۱ء کو ننکانہ صاحب میں ہوئی۔ جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ کو پانچویں حصہ کی وصیت کرنے کی توفیق عطا ہوئی تھی۔

حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ

مضمون نگار اپنے والد حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ افغان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کا پہرہ دینے کی سعادت عطا ہوئی اور حضورؑ کے وصال کے بعد مزار مبارک پر بھی آپؓ کو بغرض حفاظت مامور کیا گیا۔

آپؓ ۱۹۰۲ء میں قادیان آئے تھے۔ پھر حضور علیہ السلام کی ذاتی اور لنگر خانہ میں ایندھن اور سودا سلف لانے کی خدمت بلامعاوضہ بجالاتے رہے۔ مہمانوں کے دیگر کام کرنے کے علاوہ اُن کے کپڑے بھی دھو دیا کرتے تھے۔ ہر وقت دینی تعلیم کے حصول کے لئے کوشاں رہتے۔ شادی کے بعد آپؓ نے شیر فروشی کی دوکان کھول لی۔ آپؓ کو اتنی مہارت تھی کہ دودھ میں انگلی ڈال کر بتادیتے کہ دودھ خالص ہے یا نہیں۔ آپؓ خالص دودھ مہیا کرنے میں مشہور تھے۔ قیام پاکستان کے بعد آپؓ ننکانہ صاحب آگئے اور یہاں بھی یہی کاروبار جاری رکھا۔ جب احمدیت کی مخالفت شروع ہوئی تو آپؓ گاہکوں سے بلند آواز میں کہتے کہ مَیں بھی مرزائی ہوں اور میرا دودھ بھی مرزائی ہے، سوچ سمجھ کر خریدو۔ چونکہ خالص دودھ پورے شہر میں صرف آپؓ کے ہاں ہی ملتا تھا اس لئے باوجود مخالفت کے لوگ آپؓ سے ہی دودھ لیتے تھے۔ جب ربوہ آباد ہوا تو آپؓ ربوہ منتقل ہوگئے اور یہیں دوکان بنالی۔

حضرت مولوی صاحبؓ کا انتقال ۱۰؍مئی ۱۹۵۹ء کو ہوا اور آپؓ کی تدفین بہشتی مقبرہ میں قطعہ صحابہؓ میں عمل میں آئی۔ آپؓ نے ساتویں حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی۔

……✻……✻……✻

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۰؍اکتوبر کی زینت مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب کی ایک نظم کے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

نام لیوا ہیں وفاؤں کے، وفاداروں میں ہیں
ہم ہمیشہ ہی خلافت سے وفا کرتے رہے
ہے کٹھن منزل ہماری اور رہبر آپ ہیں
اس خوشی میں مشکلوں سے دم بدم لڑتے رہے
عمر ساری قامتِ جاناں کو لگ جائے مری
یہ صدا آتی رہی اور سب دعا کرتے رہے
موسمِ گل آگیا ہے پر متاعِ درد سے
یاں یہ رقصاں طائر و گل بھی فغاں کرتے رہے

امسال جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ ۲۸، ۲۹، ۳۰ جولائی بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار اسلام آباد (برطانیہ) میں منعقد ہوگا۔ انشاءاللہ

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
10/07/2000 - 16/07/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870-8517 or fax +44 181 874 8344

Monday 10th July 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Class No. 78, Final Pt With Hadhrat Khalifatul Masih IV ®
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.376®
02.15 Interview ®
03.00 Urdu Class: Lesson No.350® Rec: 20.02.98
04.25 Learning Chinese: Lesson No.174 ®
04.55 Mulaqat Hadhrat Khalifatul Masih IV with Young Lajna & Nasirat Rec: 26.03.00®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Kudak No.33
07.10 Dars ul Quran No. 14 Rec:06.02.96
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.376
09.45 Urdu Class: Lesson No.351 Rec.20.02.98 ®
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon with Indonesian Translation
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Norwegian: Lesson No.72
13.05 *Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat: Rec:03.04.00*
14.05 Bengali Service: Various Items
15.05 Homeopathy Class: Lesson No.136
16.15 Children's Corner: Lesson No.79, Part 1 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.55 German Service: Various Programmes
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.15 Urdu Class: Lesson No. 351 Rec:21.02.98
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.377
20.35 Turkish Programme: Various Items
20.55 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat: Rec.03.04.00 ®
22.00 Islamic Teachings: Prog.No.10/ Part 1
22.20 Homeopathy Class: Lesson No.136®
23.30 Learning Norwegian: Lesson No.72 ®

Tuesday 11th July 2000

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Corner: Lesson No.79, Part 1®
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.377
02.15 MTA Sports: Badminton Final Produced by MTA Pakistan
03.05 Urdu Class: Lesson No.351 ®
04.25 Learning Norwegian: Lesson No.72 ®
04.55 *Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat: Rec.03.04.00®*
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Class: Lesson No.79, Part 1 ®
07.15 Pushto Programme: F/S Rec.17.09.99 With Pushto Translation
08.05 Islamic Teachings: Programme No.10, ®
08.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.377®
09.45 Urdu Class: Lesson No.351 ®
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.35 Le Francais C'est Facile: Lesson No.13
13.00 *Bengali Mulaqat: Rec:28.03.00*
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.108
16.05 Le Francais C'est Facile: Lesson No.13 ®
16.30 Children's Corner: Yassernal Quran Class, Lesson No.52
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Darsul Hadith
18.15 Urdu Class: Lesson No.352 Rec:25.02.98
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No 378
20.30 MTA Norway: 'Jesus in India' – Part 3
21.00 *Bengali Mulaqat: Rec:28.03.00* ®
22.05 Hamari Kaenat : Part 51 Produced by MTA Pakistan
22.30 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.108 ®
23.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.13 ®

Wednesday 12th July 2000

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: Yassernal Quran ®
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.378 ®
02.05 *Bengali Mulaqat: Rec.28.03.00*
03.05 Urdu Class: Lesson No.352 ®
04.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.13 ®
04.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.108 ®
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Yassernal Quran ®
07.00 Swahili Programme:Seerat un Nabi (saw) Host: Maulana Abdul Basit Shahid Sahib
08.05 Hamari Kaenat: No.51 ®
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.378 ®
09.50 Urdu Class: Lesson No.352 ®
10.55 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.35 Urdu Asbaaq Lesson No.06
13.05 *Atfal Mulaqat: Rec: 22.03.00*
14.05 Bengali Service: Various Items
15.10 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.109
16.15 Urdu Asbaaq: Lesson No.06 ®
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, A Page From The History Of Ahmadiyyat
18.10 Urdu Class: Lesson No.353
19.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.379
20.30 French Programme: L'eveil Production MTA France.
21.05 *Atfal Mulaqat: Rec.22.03.00®*
22.05 Lajna Magazine: Perahan
22.20 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.109 ®
23.25 Urdu Asbaaq: Lesson No.06 ®

Thursday 13th July 2000

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: Guldasta ®
01.00 Liqaa Ma'al Arab: Session No.379 ®
02.05 *Atfal Mulaqat: Rec.22.03.00* ®
03.10 Urdu Class: Lesson No.353 ®
04.20 Urdu Asbaq: Lesson No.06 ®
04.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.109 ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Guldasta ®
07.05 Sindhi Programme: F/S Rec.15.01.99
08.10 Lajna Magazine: Perahen
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.379
09.40 Urdu Class: Lesson No.353 ®
10.55 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Arabic: Lesson No.51 ®
12.55 *Liqaa Ma'al Arab: Rec.23.03.00*
13.55 Bengali Service: F/Sermon Rec: 18.03.94 With Bangali Translation
15.00 Homeopathy Class: Lesson No.137
16.05 Children's Corner: Yassernal Quran Class, Lesson No.53, Produced by MTA Pakistan
16.25 Children's Corner: Prog. Waqf-e-nau
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars-e- Malfoozat
18.30 Urdu Class: Lesson No.354 Rec:28.02.98
19.40 *Liqaa Ma'al Arab: Rec.17.03.98* ®
20.40 MTA Lifestyle: Al Maidah Presentation of MTA Pakistan
21.00 Tabarukaat: Speech by Ch. Mohammad Zafrullah Khan Sahib.
22.00 Quiz History Of Ahmadiyyat No.47 Host: Abdul Sami Khan Sahib
22.40 Homeopathy Class: Lesson No.137 ®
23.40 Learning Arabic: Lesson No.51 ®

Friday 14th July 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Yasscrnal Quran ®
01.00 *Liqaa Ma'al Arab: Rec.17.03.98* ®
02.05 Tabarukaat: Speech Jalsa Salana 1970 ®
03.10 Urdu Class: Lesson No.354 ®
04.20 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
04.40 Learning Arabic: Lesson No.51 ®
04.55 Homeopathy Class: Lesson No.137 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: Yassernal Quran ®
07.15 Quiz; History of Ahmadiyyat No.47 ®
07.55 Saraiky Programme: F/S Rec.01.10.99 With Siraiky Translation
08.40 Liqa Ma'al Arab: Rec.17.03.98 ®
09.40 Urdu Class: Lesson No.354 ®
10.50 Indonesian Service: Tilawat, Malfoozat,....
11.20 Bengali Service: Various items
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.55 Nazm, Darood Shareef
13.00 Friday Sermon (Live)
14.00 Documentary: '2nd All Pakistan Industrial Exhibition' 1st Part of Part two
14.25 *Majlis -e -Irfan : Rec.24/07/2000 With Hadhrat Khalifatul Masih IV*
15.30 Friday Sermon: ®
16.30 Children's Corner: Class No.24, Part 1 Produced by MTA Canada
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class: Lesson No.355 Rec: 04.03.98
19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.381 Rec: 18.03.98 – With Imam Sahib
20.45 MTA Belgium: Children's Class, No.41 Host: Naseer Ahmed Shahid Sahib
21.20 Documentary: Trip to '2nd All Pakistan Industrial Exhibition' 2nd Part
21.40 Friday Sermon : ®
22.50 *Majlis -e -Irfan : Rec.24/03/00,* ®

Saturday 15th July 2000

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Corner: Class No.24, Part 1 ® Produced by MTA Canada Hosted by Naseem Mehdi Sahib
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.381 ®
02.05 Friday Sermon: Rec.14/07/00®
03.10 Urdu Class: Lesson No.355 :Rec.04.03.98®
04.25 Computers for Everyone: Part 57
04.55 *Majlis -e -Irfan : Rec.24/03/00,* ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Class No.24, Part 1 ® Produced by MTA Canada
07.25 MTA Mauritius: Various Progs.
08.15 Documentary: 2nd All Pakistan Industrial Exhibition. 2nd Part of Part two
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.381 ®
09.50 Urdu Class: Lesson No.355 ®
10.55 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Danish: Lesson No.35
13.00 *German Mulaqat: Rec:1.04.00*
14.00 Bengali Service: Various Items
15.05 Quiz: Khutabat-e-Imam From 9th July 1999 Khutbah
15.30 MTA Variety: Entertainment Programme Produced by MTA Pakistan
15.55 Children's Class: With Huzoor
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.20 Urdu Class: Lesson No.356 Rec:06.03.98
19.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.382
21.05 Arabic Programme: Various Items
21.25 Children's Class Rec:15.07.00 ® With Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.35 MTA Variety: Entertainment Programme®
23.00 *German Mulaqat: Rec.01.04.00* ®

Sunday 16th July 2000

00.05 Tilawat, News
00.50 Quiz Khutabat e Imam
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.382 ®
02.10 Canadian Horizons: Children's Class 45
03.10 Urdu Class: Lesson No.356 ®
04.40 Learning Danish: Lesson No.35 ®
04.55 Children's Class: With Hazoor
06.05 Tilawat, News, Preview
07.05 Quiz Khutbat-e-Imam
07.25 *German Mulaqat: Rec.01.04.00®*
08.20 MTA Variety:Entertainment programme
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.382 ®
09.40 Urdu Class: Lesson No.356 ®
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No.175 With Usman Chou Sahib
13.10 Mulaqat: Young Lajna: Rec.02/04/00
14.10 Bengali Service: Various Programmes
15.15 Friday Sermon: Rec.14.07.00
16.30 Childrens' Corner: No.79, Final Part
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.357 Rec.07/03/98
19.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.383
21.00 Documentary: Fort Rehtas Jehlam, Presentation of MTA Pakistan
21.20 Dars ul Quran: Lesson No.15
22.55 Mulaqat: Young Lajna ® Rec:02/04/00 in London

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 | Friday, July 7, 2000 | Issue No. 27

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

ایک نام نہاد "غوث" کی قبر کشائی کی دلچسپ داستان

ماہنامہ "الدعوۃ" لاہور اپنی جنوری ۲۰۰۰ء کی اشاعت کے صفحہ ۵۴،۵۵ پر رقمطراز ہے:

"پانچ دسمبر ۹۹ء بروز اتوار "مزار غوث" کی منتقلی ...... اس عنوان کے ساتھ لاہور بھر کی دیواروں پر اشتہارات دیکھے۔ کپڑے کے بینرز اور بڑے بڑے بورڈ دیکھے۔ لاہور سے باہر جانا ہوا تو پنجاب کے کئی شہروں، دیہاتوں تک یہ مشہوری ملاحظہ کی۔ چنانچہ میں چار دسمبر کو لاہور میں سبزہ زار سکیم کے قبرستان میں گیا تو وہاں ایک مزار پر دو آدمی موجود تھے۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے بتلایا یہی وہ غوث زماں ہیں جن کے دربار پر آپ آئے ہیں۔ کل صبح مزار کشائی کی جائے گی۔ میں نے پوچھا "دیدار ہوگا؟" مرید کہنے لگے: "جی ہاں۔ حضور کا دیدار ہوگا اور کہا کہ آپ حضرت خواجہ کے صاحبزادے کو مل لیں"۔ قبرستان سے چار پانچ منٹ کے پیدل فاصلے پر صاحبزادہ صاحب کی کوٹھی ہے جو آستانہ ہے۔ وہاں گیا تو آستانہ میں مرد اور خواتین حضرت کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ ہم بھی بیٹھ گئے۔ آخر وہ تشریف لائے، کرسی پر براجمان ہوئے۔ گفتگو شروع کی کہ جو کوئی مراد پوری کروانا چاہتا ہے وہ لنگر میں ہدیہ ڈال کر مراد کی نیت کرے پھر جب مراد پوری ہو جائے تو آئے۔ وغیرہ وغیرہ............

آدھ گھنٹہ کی گفتگو کے بعد حضرت صاحب اپنے خصوصی کمرے میں چلے گئے۔ اب ہر ایک کو باری باری ملاقات کرنا تھی۔ میں سب سے پہلے گیا۔ پوچھا "جناب حضرت کو جب قبر سے نکالا جائے گا تو دیدار ہوگا؟" کہنے لگے ہاں، اگر اللہ اور رسول کا حکم ہوا"۔ میں نے کہا: "وہ حکم کیسے ہوگا؟"۔ کہا: "دل میں آجائے گا"۔ خیر چل دیا۔ اگلے دن آدھی رات کو انہوں نے قبرستان گھیر لیا۔ کسی کو اندر نہیں جانے دیا۔ قبر کو کھولا .... مگر وہیں نہ جانے کیا کرتے رہے۔ صبح کے آٹھ بج گئے، اب بھی نہیں جانے دیا گیا۔ لوگ ہزاروں کی تعداد میں پہنچے۔ مرد، عورتیں، بچے.......... آخر کار گیارہ بجے کے قریب اعلان کیا گیا کہ دیدار کر سکتے ہو۔ مگر یہ دیدار صرف تابوت کا تھا۔ "خواجہ محمد اقبال حق ولی سرکار۔ امام الاولیاء ضیاء الاولیاء خواجہ خواجگان غوث زماں" کا دیدار نہ تھا۔ مرید حضرات جنہوں نے سروں پر سبز ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں ان پر حق ولی، خواجہ ولی لکھا ہوا تھا۔ وہ لوگوں کو بتلا رہے تھے کہ جناب! حضرت خواجہ نے اپنے صاحبزادے گدی نشین رب نواز چادری کو حالت کشف میں بتلایا ہے کہ میرا دیدار لوگوں کو مت کروانا، لوگ دیکھنے کی تاب نہ رکھیں گے۔ نورانیت اس قدر ہے کہ بے ہوش ہو جائیں گے۔

بہر حال۔ اس نورانیت کو ویسے چادروں سے جو اوپر پڑی تھیں انہوں نے روک لیا تھا۔ نورانیت کے نظارے سے حضرت کے دونوں بیٹے اس قدر خائف تھے کہ تابوت جو دس فٹ اونچا تھا، تینوں طرف سے بند تھا اور سامنے کی سائیڈ پر دونوں گدی نشین حضرات اپنے ایک اہم راز دان کے ہمراہ کھڑے تھے۔ کئی فٹ دور سے ہی چادر کے اوپر پڑے پھولوں کو دکھلا رہے تھے۔ خائف اس لئے تھے کہ کوئی بے ہوش نہ ہو جائے۔

کئی لوگ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ اگر یہی کچھ کرنا تھا تو پورے پاکستان سے لوگوں کو اکٹھا کرنے اور شور مچانے کی کیا ضرورت تھی۔ بہر حال ان کی سنتا کون تھا۔ سبز ٹوپیوں والے پیر بھائی انہیں سمجھا رہے تھے کہ دیدار نہ کروانا تمہارے لئے ہی بہتر ہے .... ہاں بہتر ہے اس لئے کہ اگر یہ دیکھ لیتے تو پھر بھلا نذرانہ کون دیتا؟ تب تو حقیقت منکشف ہو جاتی۔

خواجہ سرکار جو سپریم کورٹ کے وکیل تھے اور بقول ایک مرید کے وہ پردہ فرمانے کے دن بھی عدالت میں تھے۔ یعنی زندگی بھر انگریز کے قوانین پر مقدمے لڑتے رہے۔ دو سال قبل پردہ فرما گئے۔ انہوں نے کہا میرا وجود امانتاً دفن کرنا اور پھر ایک بڑے دربار میں موہلنوال دفن کرنا۔ تابوت دس فٹ اونچا بنانا۔ ہم نے بیٹھنا بھی ہوتا ہے۔

میں سوچ رہا تھا کیسی خدمت کی بات ہے۔ پہلے تو آکسفورڈ اور کیمبرج کے تعلیم یافتہ ججوں کو مائی لارڈ کہہ کر مخلوق کے دنیاوی مقدمات لڑتے رہے۔ اب روحانی مقدمات لڑیں گے۔ عوام کو پہلے بھی فیسیں دینا پڑتی تھیں اب بھی دینا پڑیں گی مگر اب کے فیس کا نام خواجہ حضور کی نذر و نیاز ہوگا ....سو خدمت خلق جاری ہے"۔

والدین کی ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

"اولاد کی تربیت اور اس کو قرآن کریم پڑھانے کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے۔ انہیں اس کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ ان سے سوال کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو اس نعمت یعنی قرآن کریم سے جو انہیں حاصل تھی کیوں محروم کر دیا"۔ (الفضل ۳؍فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۴)

سعودی عرب میں "ربوہ"

سعودی عرب میں بھی ایک "ربوہ" نام کا گاؤں موجود ہے جسے چار صفحات پر مشتمل ایک خوبصورت بروشر میں مشتہر کیا گیا ہے اور سرورق پر "Rabwah Village,Residential Villas" کی سرخی لگائی گئی ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر آپ ایک دفعہ ربوہ Village میں آگئے تو پھر کبھی بھی اسے چھوڑنے کی خواہش نہ ہوگی۔ اور اس کا محل وقوع یہ بتایا گیا ہے کہ یہ سپورٹس سٹی اور دہران ائرپورٹ کے درمیان واقع ہے۔

مولوی الیاس چنیوٹی صاحب کے نزدیک "ربوہ سے مراد وہ جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا بچپن گزارا"۔ (روزنامہ اوصاف۔ اسلام آباد)

تو کیا فرماتے ہیں مولوی صاحب بیچ اس مسئلہ کے۔

☆...... کیا سعودی عرب میں واقع اس "ربوہ" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا بچپن گزارا تھا؟ ——— اگر نہیں تو کیا اس جگہ کا یہ نام مولوی چنیوٹی صاحب کے مبینہ معیار علم و تحقیق کی رو سے خود انہی کے الفاظ میں "قرآن مجید کے معانی میں تلبیس اور خطرناک قسم کی معنوی تحریف" کے زمرہ میں نہیں آتا؟

☆...... کیا مولوی چنیوٹی صاحب اپنی محسن سعودی حکومت سے "قرآنی لفظ ربوہ کی حفاظت کرتے ہوئے اس قصبہ کا نام فوری طور پر تبدیل" کرنے کا مطالبہ کریں گے "تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں اس خطرناک تحریف سے محفوظ رہیں۔ اور انہیں گمراہ ہونے سے بچایا جا سکے"؟

ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ دریائے چناب کے کنارے آباد" ربوہ" کا نام "چناب نگر" رکھنے کے واقعہ پر مولوی الیاس چنیوٹی صاحب کے بقول

"امام کعبہ شیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے اپنے پیغام میں اس کارنامے کو اس صدی کا عظیم فیصلہ قرار دیا"۔

مگر تعجب ہے کہ امام کعبہ کو اپنے ہی ملک میں واقع "ربوہ" کی خبر نہیں ہوئی اور اس کا نام بدلنے کا خیال نہیں آیا۔ کیا امام کعبہ اس پہلو پر بھی کچھ روشنی ڈالیں گے؟

مولوی الیاس چنیوٹی صاحب! 'چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی'۔ اگر آپ میں حق و دیانت کا کوئی معمولی سا شمہ بھی باقی ہے تو سعودی حکومت کے "ارتدادی عزائم کو فنا کرنے کے لئے ربوہ کے نام کی تبدیلی" کے لئے اور اس "قرآن کریم کے مقدس لفظ کا استعمال غیر محل اور ممنوع" قرار دینے سے متعلق فوری طور پر خصوصی مہم کا آغاز کریں اور حسب سابق " اس سلسلہ میں ادارہ مرکزیہ چنیوٹ کی طرف سے متعدد اشتہارات، سٹیکرز، بینرز شائع کرکے بار بار مطالبہ " کریں تاکہ "سورۃ مومنون کی آیت نمبر ۵۰ میں خطرناک معنوی تحریف" سے "آنے والی نسلیں محفوظ ہو جائیں"۔

حجت قاطعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"ریل میں مجھ سے ایک پادری نے سوال کیا کہ مرزا صاحب امرتسر میں پندرہ دن تک مباحثہ کرتے رہے اس سے نتیجہ کیا نکلا اور تم کو کیا فائدہ ہوا۔ میں نے جواب دیا کہ ہم کو دو باتیں خاص طور سے معلوم ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ مرزا صاحب بہت بڑے عالی حوصلہ ہیں اور انتہا سے زیادہ درگزر کو کام فرماتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ عیسائیوں کی دنائت اور بے شرمی بھی اعلیٰ درجہ کی ہے۔ دیکھو تم کو مرزا صاحب ایک منٹ میں خاموش کر سکتے تھے لیکن پندرہ دن تک برابر تمہارے ساتھ مشغول رہے اور تم باوجود اپنی بے بضاعتی اور نالائقی کے پندرہ دن تک فضول اور لایعنی باتیں کرتے رہے۔ اور تم کو اپنی خفیف الحرکاتی سے ذرا بھی شرم نہ آئی۔ مجھ سے یہ سن کر پادری نے کہا کہ بھلا ایک منٹ میں کیسے خاموش کر سکتے تھے۔ میں نے کہا کہ مرزا صاحب نے شروع ہی میں فرما دیا تھا کہ کوئی مذہب اپنے کامل ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کی دلیل بھی خود ہی دے۔ کہا کہ ہاں یہ تو انہوں نے بیشک شروع ہی میں فرمایا تھا۔ میں نے کہا کہ اچھا بتاؤ اب تم کیا اعتراض کرتے ہو۔ سوچ سوچ کر کہنے لگا کہ قرآن شریف میں جہاد کا حکم ہے۔ میں نے کہا کہ بتاؤ انجیل میں کہاں جہاد کو برا لکھا ہے اور برا لکھا ہے تو دلیل کیا دی ہے۔ یہ سن کر حیران اور دم بخود رہ گیا"۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔